تصویر کے شرعی احکام

جس میں ہر قسم کی تصاویر اور فوٹو فلم کے
متعلق شرعی احکام مفصل بیان کئے گئے ہیں

فہرست مضامین

صالحین کے آج کل کے مزاج کے خلاف تھا۔

اسی زمانہ میں دارالعلوم دیوبند سے ایک ماہنامہ بنام القاسم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم کی ادارت اور استاذ محترم حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کی نگرانی میں نکلتا تھا دونوں بزرگوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس مقالہ پر تنقید لکھوں جس کو القاسم میں شائع کیا جاوے گا

میں چونکہ کم عمری اور طالب علمی سے نیا نیا فارغ ہونے کی وجہ سے حضرت مولانا سید سلیمان صاحب قدس سرہ کے علمی مقام اور بزرگی سے بھی واقف نہیں تھا میں نے اساتذہ کی تعمیل حکم کے لئے بڑی آزادی سے ان کے مقالہ پر بہت مفصل تنقید لکھی جو دیوبند کے ماہنامہ القاسم میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ سے ماہ صفر ۱۳۴۳ھ تک برابر شائع ہوئی۔ اس وقت یہ کس کو خبر تھی کہ بارہ پندرہ سال کے بعد ان حضرت سید صاحب کے ساتھ مودت و محبت کے رشتے بھی ہوں گے جو لب گور تک بلکہ انشاء اللہ آخرت میں بھی پہنچے گی جس کا ظہور مولانا موصوف کے تھانہ بھون کی طرف رجوع اور سیدی حکیم الامت کی خدمت میں رہ کر کسب فیض سے ہوا۔ بہرحال اس وقت ایک آزادانہ تنقید اسی موضوع پر لکھی گئی اور شائع ہو گئی۔ اس کے بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر کے بعض علماء نے بھی فوٹو کی تصویر کو جائز قرار دے دیا ہے جس پر مصر کے دوسرے علماء نے تنقیدیں لکھی ہیں مگر اتفاق سے اس وقت ان میں سے کوئی چیز میرے سامنے نہیں آئی جس سے بحث و تحقیق میں مدد ملتی۔

یہ تنقید بھی متدین مسلمانوں میں پسند کیا گیا اور اس کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی فرمائشیں مختلف اطراف سے وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں مگر اس طرح کی قیل و قال اور تنقید سے اس کو مستقل تصنیف کی شکل دینا مجھے پسند نہ تھا بلکہ نظر ثانی کر کے مسئلہ کی مثبت تحقیق کو مدون کرنے کے لئے فرصت درکار تھی جو اس وقت میسر نہ ہوئی۔

پورے چودہ سال کے بعد جب کہ احقر دارالعلوم دیوبند میں صدر مفتی کے

منصب پر مامور ہو کر دن رات فتوی نویسی کی خدمت میں لگا ہوا تھا اور شغل بھی فقہی
مسائل ہی کے تھے۔ اطراف واکناف سے تصاویر کے متعلق سوالات بکثرت آتے
اور مختصر فتوی کی صورت میں جواب دے دئے جاتے تھے اس وقت بعض احباب
کے فرمانے سے یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس رسالہ کی اشاعت فائدہ سے خالی نہیں اگر
کسی کو عمل کی توفیق نہ ہو تو کم از کم گناہ کو گناہ تو سمجھے گا۔ اس کو جائز
سمجھنے کے دوسرے دوہرے گناہ سے تو بچے گا اس کے علاوہ بعض خاص قسم کی
تصاویر خاص حالات میں استعمال کرنے کی گنجائش جو احادیث رسول اور تعامل
سلف سے ثابت ہے وہ لوگوں کے علم میں آجانے سے دیندار مسلمان تنگی سے بچ
جائیں گے

چنانچہ ذی قعدہ ۱۳۶۰ھ میں اس مقالہ پر نظر ثانی کر کے "التصویر لاحکام التصویر"
کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ جس میں جاندار چیزوں کی تصویر بنانے اور اس کے
استعمال کرنے کے متعلق روایات حدیث ــــ تعامل صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ
مجتہدین کو جمع کر کے مسئلہ کے ہر پہلو کو واضح کر دیا اور بعض خاص حالات میں
خاص قسم کی تصویریں جن کے استعمال کی گنجائش روایات حدیث اور اقوال ائمہ
اور قواعد فقہیہ سے ثابت ہوتی ان کی بھی تفصیل لکھ دی گئی۔

اس مستقل رسالہ کی اشاعت سے کچھ مدت کے بعد حضرت مولانا سید سلیمان
صاحب ندوی قدس اللہ سرہ کا ایک گرامی نامہ میرے پاس پہنچا جس میں لکھا تھا
کہ اپنا رسالہ "التصویر لاحکام التصویر" جو آپ نے میرے کہنے پر لکھا ہے اس
کا نسخہ مجھے بھیج دیجئے۔ احقر نے فوراً تعمیل حکم کی یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ
حضرت مولانا سید صاحب نے مرشد تھانوی حضرت حکیم الامت کی طرف رجوع
فرمایا اور تزکیہ نفس کے لئے دربار تھانہ بھون میں حاضری کی نوبت آئی تو تزکیہ ظاہر و
باطن کے ساتھ ماضی کے اعمال و افعال پر بھی نظر ہونا اور کوتاہیوں کا تدارک کرنا
لوازم میں سے ہے۔ حق تعالیٰ نے جب سید صاحب کو اس مقام قرب پر سرفراز فرمایا

تو اپنے اعمال ماضیہ کے جائزے اور تلافی مافات کے ساتھ اپنی چالیس سالہ علمی تحقیقات اور مستقل تصانیف اور مقالات و مضامین کا جائزہ کو مستقل موضوع بنائے اور بالآخر محرم ۱۳۶۲ھ میں معارف اعظم گڑھ بابت ماہ جنوری ۱۹۴۳ء آپ نے سلف صالحین کی اس سنت کو زندہ فرمایا اور "رجوع و اعتراف" کے عنوان سے ایک مضمون اپنی سب تصانیف اور تحریرات و مضامین کے متعلق اجمالی اور بعض خاص مسائل سے رجوع کے متعلق تفصیلاً شائع فرمایا۔ اس میں مسئلہ تصویر کے بارے میں مضمون سابق معارف میں شائع ہوا تھا اس کے ان اجزاء سے پوری تصریح و وضاحت کے ساتھ رجوع کا اعلان فرمادیا جو جمہور فقہاء امت سے مختلف تھے۔

یہ رجوع و اعتراف کا مضمون علامہ سید صاحب کے کمال علم اور کمال تقویٰ کا بہت بڑا شاہکار ہے۔ جس پر خود مرشد تھانوی سیدی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ غیر معمولی مسرت کا اظہار نظم میں فرمایا۔ اگرچہ یہ مضمون خود ایک نہایت مفید مقالہ ہے جس کو اس جگہ پورا شائع کرنے کو دل چاہتا ہے لیکن بغرض اختصار صرف اتنا حصہ نقل کیا جاتا ہے جتنا مسئلہ تصویر سے متعلق ہے۔ یہ مضمون احقر نے محب محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی تصنیف تذکرہ سلیمان سے نقل کیا جس میں موصوف نے حضرت سید صاحب کی سیرت کے حالات جمع فرمائے ہیں اس کے صفحہ [illegible] پر ہے:

مسئلہ تصویر کے متعلق میں نے ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں (۱) ذی روح کے فوٹو لینے یعنی عکسی تصویر کشی اور مخصوصاً (۲) نصف حصہ جسم کے فوٹو کو جواز پر لکھا تھا۔ اس سلسلہ میں جدید ہندوستان اور مصر کے بعض علماء کے بھی مضامین لکھے گئے ہیں جن میں سے بعض میرے موافق ہیں اور بعض میرے مخالف۔ لیکن بہر حال اس بحث کے سارے پہلو سامنے آگئے ہیں۔ ان سب کو سامنے رکھ کر اب اس سے اتفاق ہے کہ صحیح یہی ہے کہ امر اول یعنی تصویر کشی مطلقاً ناجائز ہے اور امر ثانی کا کھینچنا ناجائز اور کھنچوانا با ضرورت جائز اور ضرورت کا بغیر

اور چہرہ کے دونوں جائز ہیں پوری تفصیل آئندہ لکھی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔
اس وقت تک اگرچہ تصویر کھینچنی اور اس کے استعمال میں عوام و خواص کا ابتلاء
عام ہو چکا تھا مگر اس کے جواز پر کسی عالم نے بجز سید صاحبؒ کے ہندوستان
میں قلم نہیں اٹھایا تھا۔ اور حضرت سید صاحبؒ نے اس سے بوضاحت رجوع کا
اعلان فرما دیا۔

دوسری طرف یہ واقعہ بھی تقریباً اسی زمانے میں پیش آیا کہ ابوالکلام آزاد صاحب
مرحوم جنہوں نے مدت دراز تک اپنا مشہور اخبار الہلال با تصویر شائع کیا جب وہ
رانچی جیل میں تھے آپ کے متعلقین میں سے بعض حضرات نے آپ کی سوانح اور
حالات کو بنام "تذکرہ" جمع کر کے اس کی اشاعت کا ارادہ کیا تو جدید مصنفین کی رسم
کے مطابق انھوں نے رانچی جیل میں آپ کو خط بھیجا کہ مجھے اپنا فوٹو عنایت فرمادیں
جس کو میں اس کتاب کے شروع میں لگانا چاہتا ہوں۔

اس پر علامہ ابوالکلام آزاد مرحوم نے جو جواب تحریر فرمایا وہ خود اسی تذکرہ میں
ان الفاظ کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔

"تصویر کا کھینچنا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے یہ میری سخت
غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور الہلال کو باتصویر نکالا تھا۔ اب میں اس
غلطی سے تائب ہو چکا ہوں میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہئے نہ کہ
از سر نو ان کی تشہیر کرنا چاہئے۔"

مولانا ابوالکلام آزاد نے جس صفائی اور صراحت کے ساتھ نہ صرف اپنے سابقہ
عمل سے رجوع بلکہ تائب ہونے کا ذکر فرمایا یہ بھی ان کی عالی ہمتی اور دین کی فکر کی بڑی
دلیل ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمادیں۔

ان دونوں حضرات کے رجوع کے بعد میری نظر میں اس رسالہ التصویر لاحکام
التصویر کی اشاعت کی کوئی خاص ضرورت باقی نہ رہی تھی۔
ایک علمی تحقیق اور مسائل و دلائل کے مثبت پہلو کو شائع کرنے میں کوئی مضائقہ

بھی نہ تھا مگر مجوزہ کہ اس رسالہ کے دو حصے کر دیئے گئے تھے۔ پہلا حصہ مسائل و دلائل
اور بحث کا مثبت پہلو تھا۔ دوسرے حصے میں حضرت سید صاحبؒ کے دلائل کا
جواب انہیں کو دینا طلب کر کے، قدرے لہجے میں لکھا گیا تھا۔ حضرت سید صاحبؒ نے علالت
وجوہ کے چند در اس حصہ کو کسی طرح شائع کرنا طبعاً گوارا نہ تھا۔ وہ نظر ثانی کر کے اس
کو بدلنا ایک محنت و فرصت چاہتا تھا اسی لئے بہت سے حضرات کے تقاضا کے
باوجود ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ سے ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ تک کے پورے چالیس سال میں یہ
رسالہ شائع نہیں ہو سکا۔

اس چالیس سال کی مدت میں زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ حالات میں کیا کیا
انقلاب آئے۔ تصویر اور فوٹو زندگی کا جزو بن گئے۔ دنیا کی کوئی چیز اس سے خالی
نہ رہی۔ عوام و خواص سبھی اس میں مبتلا ہو گئے۔ ہندوستان پاکستان اور خصوصاً عرب
ممالک کے بڑے بڑے علماء فضلاء ارباب علم سبھی کی تصاویر اخباروں اور
کتابوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان میں بہت سے علماء کرام
بغیر ان کے علم اور قصد کے فوٹو اسٹیج پر زبردستی لے لیا گیا ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں
کہ بہت سے علماء خود گروپ فوٹوؤں میں کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس عموم و
شیوع اور ابتلاء عام کا ایک طبعی تقاضا تو یہی تھا اور خاموشی تھی۔ مگر دوسرا حق تقاضا
یہ تھا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ نے حرام و ناجائز
قرار دیا ہے لوگوں کو آپ کے ارشادات سے باخبر کرنے اور متعدد وعیدات اس گناہ سے
بچنے کے لئے کسی کے ہاتھ نہ ماننے کی طبعیت اور فقرے کسنے کی پرواہ کئے بغیر پوری
جد و جہد کی جائے۔ جو عقل و شرع کا تقاضا ہے کیونکہ وبائی بیماری کے عام ہو جانے
کے وقت گر حفظ تقدم کے متعلق ساری ڈاکٹری تدبیریں فیل ہو جائیں اور وبا عام
پھیل جائے تو کسی عقل مند کے نزدیک ڈاکٹر کا اس وقت یہ کام نہیں ہو تا چاہئے کہ
وہ سب لوگوں کو یہ تلقین کرنے لگے کہ اب بیماری کو بیماری نہ سمجھو نہ اس کا کوئی علاج
کرو نہ اس سے بچنے کی فکر کرو بلکہ ڈاکٹر اس عموم وبا کے وقت بھی دوا اور علاج نہیں

چھوڑتے اور ان میں بہت سے کامیاب بھی ہوتے ہیں۔

اسی لئے اس وقت کہ یہ ناکارہ گناہگار اپنی عمر کا اَسّی واں سال شدید امراض،
اور سقوطِ قوتی اور ضعفِ نظر کی حالت میں گذار رہا ہے اپنی بعض تصنیفات پر نظرِ
ثانی کی ضرورت محسوس کر کے بیٹھے بیٹھے یہ کام شروع کیا تو اس رسالہ کو اس لئے مقدم
رکھا کہ اگر احقر نے اس کو اس حالت میں چھوڑ دیا تو میرے بعد جو کوئی اس کو طبع کریگا
وہ اس کی موجودہ حالت میں جس کی اشاعت مجھے پسند نہیں۔ اس لئے بنام خدا تعالیٰ
باوجود ضعف شدید نظرثانی اور ضروری ترمیمات کے لئے قلم اٹھایا۔ واللہ الموفق
والمعین۔

تنبیہ ضروری : (الف) اس نظرثانی میں یہ بھی ممکن تھا کہ رسالہ کے حصہ دوم کو جو
شبہات و اشکالات کے جواب میں ہے پورا حذف کر دیا جاتا۔ مگر غور کرنے سے
معلوم ہوا کہ جو دلائل اور وجوہ حضرت سید سلیمان صاحبؒ جیسے بزرگ کو اس
مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کی طرف لے گئے وہ دوسرے علماء کو بھی پیش آ سکتے
ہیں بلکہ آ رہے ہیں اس لئے ان کا جواب شافی ضروری ہے اسی لئے احقر نے حصہ
دوم کے طرز کو بدل کر شبہ اور جواب کا عنوان رکھ دیا۔

(ب) اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ میں لوگوں کو تصویر اور فوٹو سے
اجتناب کرنے کے لئے کہنا بظاہر ان کی زندگی کے قدم قدم پر مشکلات کھڑا کرنے
کا مترادف معلوم ہوتا ہے لیکن شریعت اسلام کو حق تعالیٰ نے آسان تر بنایا ہے۔
اس لئے ضرورت کے مواقع میں گنجائشیں بھی روایات حدیث اور اقوال سلف و
خلف سے ثابت ہیں اس رسالہ میں ان کو بھی جمع کر دیا گیا ہے اور آخر میں سیدی
حضرت حکیم الامۃ تھانوی قدس سرہ کے ایک وعظ کو بھی بطور ضمیمہ کے لگا دیا
ہے جس کا نام نفی الحرج ہے یعنی دین اسلام میں تنگی نہیں ہے۔ اس وعظ میں شریعت اسلام
کی دی ہوئی سہولتوں کو جس طرح لکھا گیا ہے وہ صرف حضرت حکیم الامت ہی کا مقام
تھا یہ وعظ صرف مسئلہ تصویر ہی میں نہیں بلکہ زندگی کے ان تمام مسائل میں جن میں

بلکہ ہر شریعت پر چلنا دشوار نظر آتا ہے۔ ایک متعلق ضروری بات درج کی جاتی ہے اس تنبیہ کو ضرور ملاحظہ فرما لیا جائے۔

ایک ضروری تنبیہ

تصاویر کی حرمت اسلام میں ہجرت کے بعد ہوئی

تصاویر سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو معلوم کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لینا مناسب ہے کہ:

(الف) تصاویر کی حرمت شریعت اسلامیہ کی خصوصیت ہے پچھلے انبیاء کی شریعتوں میں تصاویر ممنوع نہیں تھیں جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ان کے حکم سے جنات کا تصاویر بنانا مذکور ہے۔

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ — بناتے تھے اس کے لئے جو وہ چاہتا

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ — قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے حوض

(سبا : ۱۳) — بڑے تالاب۔

(ب) ہجرت سے پہلے شریعت اسلام میں تصاویر کی حرمت کا ثبوت نہیں ہے۔ ہجرت کے بعد یہ احکام حرمت کے آئے ہیں۔ وکذا ذکرہ فی فتح الباری و مرقات شرح المشکوٰۃ۔ ان احکام کی تفصیل آگے ملاحظہ فرماویں۔

تصویر اور تصویر کشی

پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

(۱) عن مسلم قال كنا مع مسروق في دار يسار بن نمير فرأى في صفته تماثيل فقال سمعت عبد الله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان اشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون.

(بخاری مع فتح الباری کتاب اللباس ص ۳۲۲ ج ۱۰)

مسلمؒ سے روایت ہے کہ ہم مسروقؒ کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے مسروقؒ نے ان کے چبوترہ میں کچھ تصاویر دیکھیں تو فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہؓ سے سنا ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے روز تصویر بنانے والے ہوں گے

مسلم کی ایک روایت میں ہے اس تصویر کے متعلق مسروقؒ کی رائے یہ تھی کہ یہ کسریٰ کی تصویر ہے اور مسلم کا خیال یہ تھا کہ یہ حضرت مریمؑ کی تصویر ہے حضرت مسروقؒ نے اس کو کسی مجوسی کی بنائی تصویر سمجھا اور مسلم نے کسی نصرانی کی (فتح الباری) اس حدیث میں مصوروں کے لئے "اشد العذاب" کا ذکر اس آیت کے منافی نہیں جس میں آلِ فرعون کو "اشد العذاب" میں داخل کرنے کا ذکر ہے کیونکہ مراد عذاب اشد میں داخل ہوتا ہے اس میں مصور بھی ہو سکتے ہیں آلِ فرعون بھی اور دوسرے مجرم بھی جیسا کہ حافظ طحاوی کی روایت سے مرفوعاً نقل کیا ہے اشد الناس عذابا یوم القیامۃ رجل قتلہ نبی او قتل نبیا ... تو معلوم ہوا مراد یہی ہے کہ ایسا کرنے والا عذاب شدید میں آلِ فرعون وغیرہ کا شریک ہوگا (فتح الباری ص ۳۲۵ ج ۱۰)

(۲) عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم (بخاری مع فتح ج ۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ یہ تصاویر بناتے ہیں قیامت کے روز ان کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے بنائی ہے اس میں جان بھی ڈالو۔

(۳) عن ابی زرعۃ قال دخلت مع ابی ھریرۃ دارا بالمدینۃ فرأی فی اعلاھا مصورا یصور فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فلیخلقوا حبۃ ولیخلقوا ذرۃ۔ (بخاری مذکور)

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں ابوہریرہؓ کے ساتھ مدینہ کے ایک گھر میں داخل ہوا تو اس کی چھت کے قریب ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری طرح یعنی اللہ کی طرح تخلیق کرنے لگا اگر کسی جاندار کی تخلیق کر سکتا ہے تو ذرا ایک دانہ ایک ذرہ تو بنا کر دکھائے۔

(۴) عن قتادۃ قال کنت عند ابن عباسؓ [illegible] حتی سئل فقال سمعت محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صور صورۃ فی الدنیا کلف یوم القیامۃ ان ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ۔ (بخاری مع فتح ص۳۸۲ ج ۱۰)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں کوئی تصویر جاندار کی بنائے گا تو قیامت میں اس کو حکم کیا جائے گا کہ اس میں روح بھی ڈالے اور وہ ہرگز نہ ڈال سکے گا (تو اس پر عذاب شدید ہوگا)۔

چاروں روایات مذکورہ میں تصویر بنانے والوں کو قیامت میں سخت عذاب ہونے کا بیان ہے اور اس کے ضمن میں تصاویر کے استعمال کی ممانعت اور برائی کا بھی بیان ہوگیا کیونکہ جن مکانات میں یہ ارشادات آئے ہیں وہ گھر والوں کے ہی کہ

کسی کے مکان یا کپڑے وغیرہ میں تصویر دیکھی تو اس پر مصوروں کے عذاب کا ذکر فرمایا جس میں اشارہ اس طرف بھی ہو گیا کہ یہ عذاب کی چیز اپنے گھروں میں یا استعمال میں رکھنا بھی درست نہیں جیسا کہ یہ مضمون صراحۃً بھی متعدد احادیث میں آگے آرہا ہے۔

ایک تیسری چیز ان روایات میں یہ بھی ہے کہ تصویر سازی یا تصویر کے استعمال کو شریعت اسلام نے کیوں حرام قرار دیا۔ اس کی بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے ایک وجہ کا بیان ان روایات میں یہ ہے کہ تصویر اور تخلیق اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خاص صفات ہیں جن میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ایک خالق اور مصور بھی ہے اور اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں اسم حق تعالیٰ کی ذات کے مخصوص ہیں غیر اللہ پر ان الفاظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (حشر: ۲۴) اس میں خالق اور مصور ہونے کو صفت حق تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت قرار دی گئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو جس شخص نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق و تصویر میں مداخلت اور شرکت کا عملی دعویٰ کیا۔ اسی لئے حدیث مذکور میں اس کا عذاب یہ ذکر فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تصویر سازوں کو بطور سزا کے کہا جائے گا کہ جب تم نے ہماری صفت تخلیق و تصویر کی نقالی کر کے عملی طور پر خالق اور مصور ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اب تم اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھاؤ کہ ان میں روح بھی ڈالو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی بے جان میں جان ڈالنا نہ دنیا میں کسی کی قدرت میں ہے نہ آخرت میں ہوگا اس لئے جب وہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان نہ ڈال سکیں گے تو ان پر عذاب ہوگا۔

اسی حدیث نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ جس تصویر سازی کی حرمت ان احادیث میں مذکور ہے اس سے مراد کسی جاندار ذی روح کی تصویر ہے بے جان چیزیں جیسے مکانات پہاڑ اور درخت وغیرہ ان کی تصویر بنانا اس حکم میں داخل

نہیں۔ جیسا کہ آئندہ آنے والی احادیث میں بروایت ابن عباس رضہ اس کی تصریح بھی آنے والی ہے۔

دوسری وجہ اس فرق جاندار اور بے جان کی یہ ہے کہ اگر حقیقۃً تخلیق ہر چیز اور ہر ذرہ ذرہ کی حق تعالےٰ ہی کی خصوصیت ہے۔ ساری مخلوق مل کر ایک مکھی اور مچھر تک اس کا پر بھی نہیں بنا سکتے۔ لیکن صورۃً بے جان چیزوں کی صنعت کاری میں کچھ تو کچھ دخل غیروں کا بھی ہو جاتا ہے اگرچہ وہ دخل بھی محض صورۃً ہی ہو حقیقۃً نہ ہو بخلاف کسی بے جان چیز میں جان ڈالنے کے کہ اس میں کسی کی شرکت کا وہم گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا کہ ان کو کہا جائے گا کہ ایک ہی دانہ گندم و جو یا ایک ذرہ ہی پیدا کر کے دکھلائیں جاندار چیز کا معاملہ تو بہت بڑا بعید ہے۔

سورۃ مومنون میں حق تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے تمام مراحل ابتداء سے انتہا تک الگ الگ شمار فرمائے ہیں ان میں جتنے تصرفات کے دور انسان کی تخلیق پر گذرے کہ پہلے خون بنا پھر ایک لوتھڑا بنا پھر ہڈیاں بنیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا گیا ان تمام ادوار تخلیق کو ایک سلسلے میں بیان فرمانے کے بعد جب روح اور جان ڈالنے کا ذکر فرمایا تو قرآن نے طرز بیان بدلا۔ ارشاد ہے:

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا۔ ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

ترجمہ: ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے گارے سے پھر رکھا اس کو نطفہ ایک محفوظ جگہ میں پھر پیدا کیا ہم نے نطفہ کو ایک منجمد خون پھر بنا دیا اس منجمد خون کو ایک ٹکڑا گوشت کا پھر بنا دیا گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں پھر چڑھا دیا ہڈیوں پر گوشت پھر پیدا کیا ہم نے اس کو ایک نئی پیدائش میں مبارک ہے اللہ جو احسن الخالقین ہے۔

اس تفصیل میں غور کیجئے کہ تخلیقِ انسانی کی ابتداء پہلے مٹی سے پھر نطفہ سے کرکے اس کے مکمل جسم بننے تک جتنے دَور اس پر گذرتے ہیں ان سب کو ایک ہی نسق اور ایک ہی طرز میں بیان فرمایا گیا۔ آخر میں جب رُوح ڈالنے کا ذکر مقصود ہوا تو طرزِ کلام بدل کر فرمایا کہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ۔ اس طرزِ کلام کے بدلنے میں اشارہ اس طرف ہو سکتا ہے کہ مادہ پرست لوگ جو مادّہ کو خود بخود متحرک اور مختلف صورتوں میں ڈھل جانے والی چیز قرار دیتے ہیں اور دنیا میں جو تغیرات ہو رہے ہیں اُن کو مادہ ہی کے انقلابات و تغیرات کہتے ہیں لیکن کسی بے جان جسم میں جان ڈال دینا ایسی چیز ہے کہ اس دہریہ کو کچھ بھی عقل و سمجھ ہو تو اس کو مادہ کے تطورات میں شمار نہیں کر سکتا جب کہ مادہ خود بے جان ہے وہ کسی چیز میں جان کہاں سے ڈالے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ حقیقۃً تو تخلیق ہر ذرہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کی خصوصیت ہے لیکن اور چیزوں میں کسی کو شبہات نکالنے کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر جسم بے جان کے اندر جان ڈال کر اس کو متحرک حساس سمیع و بصیر عاقل بنا دینا اس میں تو ادنیٰ عقل و شعور والا۔ کسی کو شریک نہیں کر سکتا۔

اس لئے ذی رُوح جاندار چیزوں کی تصویر کو خصوصیت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا کہ اس میں تخلیقِ ربانی کی نقّالی اور ایک حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت میں شریک ہونے کا دعویٰ پایا جاتا ہے۔ تصویر کشی اور اس کے استعمال کو شریعتِ اسلام نے متعدد وجوہ سے ممنوع و حرام قرار دیا ہے مذکورالصدر ان میں سے ایک وجہ ہے باقی کا بیان آگے آئے گا۔

(۵) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یترک فی بیتہ شیئا فیہ تصالیب الا نقضہ (بخاری مع فتح [illegible])	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی چیز ایسی جس میں تصالیب ہو بغیر توڑے نہ چھوڑتے تھے۔

لفظ تصالیب صلیب کی جمع ہے۔ جس چیز پر صلیب کی شکل بنائی گئی ہو اس کو تصالیب کہتے ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جاندار چیزوں کی تصویریں گھر میں رکھنا تو ممنوع و ناجائز ہے ہی بے جان چیزوں میں بھی جن چیزوں کی تصویر کی پرستش معروف ہو اس کی تصویر بھی حرام و ناجائز ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس جگہ مراد تصالیب سے تصاویر ہیں جن میں صلیب کی تصویر بھی شامل ہے چنانچہ بخاری ہی کے ایک نسخہ کشمیہنی میں اس حدیث میں تصالیب کے بجائے لفظ تصاویر ہی منقول ہے۔ (فتح الباری)

(۲) عن عائشة رض قالت قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من سفر وقد سترت بقرام لي على سهوة لي فيه تماثيل فلما رآه رسول الله صلى الله عليه وسلم هتكه وقال اشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله قالت فجعلناه وسادة او وسادتين۔ (بخاری مع فتح الباری ص)	حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے میں نے اپنے ایک طاق یا الماری پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے روز وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کی نقل اتارتے ہیں۔ صدیقہ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس کے ایک یا دو گدے بنا دیئے۔

من سفر: فتح الباری میں بحوالہ بیہقی سفر سے غزوہ تبوک اور بحوالہ ابو داؤد و نسائی غزوہ تبوک یا خیبر بیان کیا گیا ہے۔ قرام: منقش کپڑے کو کہا جاتا ہے جس کے پردے اور فرش بنائے جاتے ہیں۔ سہوۃ: اس طاق یا الماری کو کہا جاتا ہے جو سامان رکھنے کے لئے دیوار میں بنائی جائے۔ تماثیل: تمثال کی جمع ہے۔ تصویر کو کہا جاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ لفظ تمثال اس تصویر کو بھی شامل ہے جو مجسمہ کی صورت میں بنائی جائے اور اس کو بھی جو نقش اور رنگ سے کپڑوں پر بنائی جائے اور یہاں یہی مراد ہے۔

(۷) عن عائشة رضي الله عنها قالت قدم النبي صلى الله عليه وسلم من سفر وعلقت درنوكا فيه تماثيل فامرني ان انزعه فنزعته۔
(بخاری مع فتح الباری [illegible])

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے ایک چھوٹا کپڑا دروازے پر لٹکا رکھا تھا جس میں تصاویر تھیں۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو ہٹا دوں میں نے ہٹا دیا۔

درنوک: بعض دال ایسے سوتی کپڑے کو کہا جاتا ہے جو فرش کے طور پر بچھایا جا سکے اور کبھی اس کو پردے کی طرح بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں اس حدیث کے اندر تصاویر کے ذکر کے ساتھ یہ بھی ہے کہ یہ تصاویر ایسے گھوڑوں کی تھیں جن کے پر لگے ہوئے تھے (فتح الباری)

حدیث ۶ و ۷ کا مضمون متقارب ہے دونوں میں حضور کا سفر سے واپس تشریف لانا اور گھر میں معلق پردے میں تصاویر دیکھنا منقول ہے فرق یہ ہے کہ ۶ میں اس پردے کے دو ٹکڑے کر کے گدے بنا دینے کا ذکر ہے اور ۷ میں صرف اس کا ہٹا دینا مذکور ہے اور آگے حدیث ۹ میں لفظ قرام کے ساتھ صرف اس کا ہٹا دینا مذکور ہے۔ دوسرا ایک فرق یہ ہے کہ ۶ میں تصویروں کی کوئی خاص کیفیت مذکور نہیں اور ۷ میں پردار گھوڑوں کی تصاویر ہونا بروایت مسلم مذکور ہے۔

ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو واقعے الگ الگ ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۸) عن عائشة انها اشترت نمرقة فيها تصاوير فقام النبي صلى الله عليه وسلم بالباب فلم يدخل فقلت اتوب الى الله مما اذنبت قال ما هذه النمرقة قلت لتجلس عليها وتوسدها قال

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک گدا یا تکیہ ایسا خرید لیا تھا جس میں تصاویر تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گھر میں داخل نہیں ہوئے دروازے پر رک گئے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار پائے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ

ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيامة فيقال لهم احيوا ما خلقتم وان الملائكة لا تدخل بيتا فيه الصور (بخاری مع فتح الباری ج)

وفی روایۃ عند البخاری اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت (بخاری مع فتح الباری ج)

میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لئے ہے آپ نے فرمایا کہ ان تصویروں والے قیامت کے روز عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ جو صورتیں تم نے بنائی ہیں ان میں جان بھی ڈالو اور فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہو سکتے جس میں تصاویر ہوں۔

حضرت صدیقہؓ کا حسن ادب | اس روایت سے یہ بات قابل نظر ہے کہ حضرت صدیقہؓ نے جب آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضی کے آثار دیکھے تو پہلے عرض کیا کہ میں توبہ کرتی ہوں بعد میں پوچھا کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ ازواج کو ایک مقام ناز کا بھی حاصل ہوتا ہے آج تو کوئی یہاں شاہ رقادم بھی یہ ادب نہیں جانتا پہلے الزام ثابت کرنے کو کہتا ہے۔

(۲) عن انسؓ قال كان قرام لعائشة سترت به جانب بيتها فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم اميطي عني فانه لا تزال تصاويره تعرض لي في صلاتي (بخاری مع فتح الباری ج)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کا ایک پردہ تھا جس سے اپنے مکان کے ایک حصہ کو ڈھکا ہوا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرے پاس سے دور کردو کیونکہ اس کی تصاویر میری نماز میں مخل ہوتی ہیں۔

مذکورۃ الصدر پانچ احادیث میں حدیث ۵ سے ثابت ہوا کہ جاندار چیزوں کی تصویر کا جیسے بنانا حرام ہے ویسے ہی ان کا اپنے گھروں میں زینت کے پردوں وغیرہ میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔ اور یہ کہ جاندار چیزوں کی تصویر کے علاوہ بے جان چیزوں میں بھی ان اشیاء کی پرستش عام طور پر کی جاتی ہو جیسے صلیب اس کا نقش اور

تصویریں رکھنا جائز نہیں۔

اور حدیث [illegible] میں ایک مضمون تو وہی ہے جو پچھلی چار احادیث میں آیا ہے کہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت میں سخت عذاب دیا جائے گا اور یہ کہ اس عذاب کی وجہ ان کی یہ حرکت ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت تخلیق میں اپنا حصہ لگانے کا دعویٰ عملاً کیا۔

دوسری بات اس میں یہ بھی ثابت ہوگئی کہ صرف تصویر کے بنانے والے ہی مستحق عذاب نہیں بلکہ ان کا استعمال کرنا بھی گناہ میں داخل ہے۔

حدیث [illegible] سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس مکان میں تصاویر نمازی کے سامنے یا دائیں بائیں ہوں اس میں نماز بھی مکروہ ہے کما صرح بہ الفقہاء۔

احادیث عائشہ رض میں اختلاف الفاظ پردہ میں تصویر کے متعلق حضرت صدیقہ عائشہ رض کی چار حدیثیں [illegible] آئی ہیں ان میں سے پہلی اور ساتویں دونوں حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر سے واپسی کا ذکر ہے بیہقی کی روایت کے مطابق غزوہ تبوک کا اور ابوداؤد و نسائی کی روایت کے مطابق غزوہ تبوک یا خیبر کا سفر تھا۔

اور ان دونوں حدیثوں میں دیوار کے کسی حصہ میں ایک باتصویر پردہ لٹکانے کا ذکر ہے ایک حدیث میں پردہ کو بلفظ قرام اور دوسری میں بلفظ درنوک بیان کیا گیا ہے۔

اور ان دونوں روایتوں میں سے پہلی میں ہے کہ آپ نے جب اس تصویر پردہ کو دیکھا تو خود بدست مبارک اس کو چاک کر دیا اور دوسری روایت میں بخاری کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عائشہ رض کو اس کے الگ کر دینے کا حکم دیا۔ مگر مسند احمد میں اسی کی دوسری حدیث جس میں لفظ درنوک استعمال کیا گیا ہے اس میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے پھاڑ دیا۔

اور دونوں ہی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ پھاڑنے کے بعد صدیقہ عائشہ رض نے

اس کے دو ٹکڑے یا تکیے بنائے جاتے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی استعمال فرماتے تھے قرام والی حدیث ۲ میں تو اس کے دو تکیے بنالینا خود بخاری مسلم کے الفاظ میں بھی ہے اور درنوک والی حدیث میں اس کے دو تکیے بنالینا مسند احمد کی روایت میں موجود ہے (مسند احمد ص ۲۴۷ ج ۶)۔

ان دونوں روایتوں کا واقعہ اتنی چیزوں میں مشترک ہے جن کا اوپر ذکر آیا ہے اس سے ظاہر یہ ہے کہ یہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔

فائدہ | درنوک والی حدیث میں مسند احمد کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ درنوک میں تصویر پر دار گھوڑوں کی تھی قرام والی حدیث میں اگرچہ کسی تصویر کا ذکر نہیں مگر اس کے منافی بھی نہیں۔ اس لئے ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہیں۔

البتہ حدیث ۳ جس میں حضرت صدیقہؓ ایک مصور نمرقہ یعنی گدا خریدنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو دیکھ کر غضبناک ہونا اور گھر میں داخل ہونے سے رکنا مذکور ہے یہ بظاہر دوسرا مستقل واقعہ ہے اس میں کسی سفر سے واپسی کا بھی ذکر نہیں اور اپنے ہاتھ سے چاک کر دینے کا ذکر بھی نہیں بلکہ اظہار ناراضی کے لئے گھر کے اندر تشریف لائے۔ رکنا اور اس پر صدیقہؓ عائشہ کا متنبہ ہو کر توبہ کرنا منقول ہے مسند احمد کی روایت میں اس نمرقہ کے بھی دو ٹکڑے کر کے دو تکیے بنا لینے کا ذکر ہے مسند کے الفاظ میں نمرقہ کے بجائے نمط کا لفظ آیا ہے۔

اسی طرح چوتھی حدیث ۴ بروایت انسؓ جس میں مصور پردہ کا ذکر ہے اس میں بہت زیادہ الفاظ آئے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ اس پردہ میں تصاویر ہونا آپ کو پہلے سے معلوم بھی تھا اور اس کے باوجود آپ نے اس کو گھر میں باقی رکھا اور نہ صرف باقی رکھا بلکہ نماز بھی وہاں پڑھتے تھے ایک روز یہ فرمایا کہ اس کو میری طرف سے ہٹا دو کیونکہ اس کی تصاویر میری نماز میں مخل انداز ہوتی ہیں جو سابقہ تینوں روایتوں سے بالکل مختلف ہے خصوصاً مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

انها كانت لها ثوب فيه تصاوير ممدود الى سهوة فكان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي اليه فقال اخريه عني (فتح الباری ص۳۲۳)	حضرت عائشہؓ کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں تصاویر تھیں یہ ایک طاق یا الماری کی طرح چھپا ہوا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو میری طرف سے ہٹا دو۔

اس کے متعلق حافظ نے فتح الباری میں فرمایا کہ اس روایت اور روایات سابقہ میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ پہلی روایات کے واقعہ میں جانداروں کی تصاویر تھیں اور اس روایت میں تصاویر ذی روح کی نہ ہوں بلکہ درختوں پھولوں کے نقش و نگار ہوں۔ اسی لئے اس پردہ کو آپ نے قائم رکھا اور وہ فرشتوں کے داخلہ سے بھی مانع نہیں ہوا اور نماز میں اس کی طرف رُخ کرنا بھی گوارا کیا گیا۔ مگر چونکہ نقش و نگار بعض اوقات انسان کی توجہ حق تعالیٰ اور نماز کی طرف سے ہٹا کر اپنے میں مشغول کر لیتے ہیں اس لئے ازراہ تقویٰ اس کو ہٹانے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض روایات حدیث میں دیوار پر غیر مصور پردہ ڈالنے سے بھی اس لئے روکا گیا ہے کہ یہ زہد اور شان نبوت کے خلاف ہے حضرت فاطمہؓ کے دروازہ پر پردہ دیکھ کر آپ کا واپس ہو جانا جو آگے حدیث ۲۰ میں آ رہا ہے اس کی بھی یہی توجیہ خود حدیث میں مذکور ہے کہ ہم اور ہمارے اہل بیت کو نقش و نگار سے کیا کام ہے۔ عمدۃ القاری میں علامہ عینی نے بھی روایات کی تطبیق اسی طرح نقل کی ہے (ص۲۲ ج۲۲)

اور اگر اس میں بھی ذی روح کی تصویریں ہوں تو پھر یہ حدیث تصاویر کی ممانعت سے پہلے ابتدائے ہجرت کے وقت کی حدیث قرار دی جائے گی جیسا کہ بہت سے حضرات نے صدیقہ عائشہؓ کی گڑیوں کے متعلق ایسا ہی فرمایا ہے جس کا ذکر آگے حدیث ۲۲ میں آ رہا ہے۔

---

(۱۰) عن ابن عباس عن ابی
طلحۃ رضی قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا
فیہ کلب ولا تصاویر۔
(بخاری مع فتح ص۳۹۲ ج۱۰)

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابوطلحہ
سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ فرشتے اس مکان میں داخل
نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔
(بخاری)

(۱۱) عن سالم عن ابیہ
قال وعد جبریل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فراث علیہ حتی اشتد
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخرج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلقیہ
فشکا الیہ ما وجد فقال لہ انا
لا ندخل بیتا فیہ صورۃ ولا کلب
(بخاری مع فتح ص۳۹۲)

حضرت سالم اپنے والد سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل امین نے آنے
کا وعدہ آپ سے کیا تھا مگر مقررہ وقت سے
دیر ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پریشان
ہو گئے۔ آپ باہر نکلے تو جبریل امین سے
ملاقات ہوئی آپ نے تکلیف انتظار کی
شکایت کی تو جبریلؑ نے فرمایا کہ ہم اس مکان میں
داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

(۱۲) عن ابی ہریرۃ رضی قال
استاذن جبریل علیہ السلام علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادخل
فقال کیف ادخل وفی بیتک ستر
فیہ تصاویر فاما ان تقطع رؤسہا
او تجعل بساطا یوطأ فانا معشر
الملائکۃ لا ندخل بیتا فیہ
تصاویر
(رواہ النسائی کذا فی الجامع)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک
روز جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا
تشریف لائیے جبریلؑ نے فرمایا کہ میں کیسے آؤں
جب کہ آپ کے مکان میں ایک پردہ پڑا ہے
جس میں تصاویر ہیں تو آپ یا تو تصاویر کے سر
کاٹ دیجئے یا اس پردہ کو پامال فرش بنا دیجئے
کیونکہ ہم جماعت ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں
ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔

(۱۳) کان لرسول اللہ صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک

عليه وسلم ترس فيه تمثال
راس كبش فكره رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاصبحوا وقد
اذهبه الله عز وجل لا نعرفه. لتخريجه
تكثير نصوص اصل الاثر لابن الجوزی)

ڈھال تھی جس میں دنبہ کے سر کی تصویر بنی ہوئی تھی
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار تھی
تو ایک روز آپ صبح کو اٹھے تو دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ نے اس سر کی تصویر کو مٹا دیا تھا۔

* * *

حدیث ۱۲، ۱۱ میں اور اس سے پہلے حدیث ۸ کے آخر میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ مقصود اس سے مسلمانوں کو یہ ہدایت دینا ہے کہ اپنے گھروں کو ایسی منحوس چیزوں سے پاک رکھیں جن سے فرشتے نفرت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو پھاڑ دینا یا ہٹا دینے کا حکم دیا جس میں تصاویر تھیں اور حدیث جبریل علیہ السلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تصویروں کے سر کاٹ دیئے جاویں یا اس کپڑے کو جس میں تصاویر ہیں پامال فرش بنا دیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

اس جگہ تین سوالات غور طلب باقی ہیں۔

اوّل یہ کہ یہ حکم تمام ملائکہ کے متعلق ہے خواہ کراماً کاتبین اور انسان کی حفاظت کرنے والے فرشتے اور عزرائیل علیہم السلام ہوں یا صرف ان فرشتوں کے متعلق ہے جو رحمت و مغفرت کے احکام لاتے ہیں اور ان کی برکت سے آدمی کو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی توفیق ہوتی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جن تصاویر کا استعمال شرعاً جائز ہے کیا وہ بھی ملائکہ کے آنے سے مانع ہوتی ہیں یا نہیں۔

تیسرے یہ کہ کتے اور تصویر میں کیا خصوصیت ہے کہ ملائکہ اس مکان میں نہیں جاتے جس میں یہ ہوں۔ ان تینوں سوالوں کا جواب کسی قدر تفصیل سے درج ذیل ہے۔

وہ کون سے فرشتے ہیں جو مصور مکان میں داخل نہیں ہوتے

اس بارہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات کے نزدیک مصور مکان میں داخل ہونے سے

باقی رہا صرف ملائکہ وحی جبرئیل و اسرافیل وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہے عام فرشتوں کا یہ حکم نہیں اس قول پر یہ اعتراض تو صحیح نہیں کہ وفات نبوی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مصور مکان میں داخل ہونا اور تصویر کا استعمال کرنا وغیرہ سب جائز ہو جانا لازم آتا ہے کیونکہ جب وحی بند ہوگئی تو ان فرشتوں کا زمین پر آنا بھی بند ہوگیا اور یہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ وحی بند ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ ملائکہ وحی جبرئیل علیہ السلام وغیرہ زمین پر بھی نہ اتریں۔ بلکہ بہت سی احادیث صریحہ سے ان کا قیامت تک ہر زمانہ میں زمین پر تشریف لانا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک تنزل الملائکۃ والروح میں روح سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں ابن جوزی نے بروایت حضرت انسؓ اور بیہقی وابن حبان وغیرہ نے بروایت سلمان فارسیؓ اور طبرانی نے بروایت میمونہ بنت سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعبارات مختلفہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وغیرہم کا ہر زمانہ میں زمین پر تشریف لانا نقل کیا ہے۔ اور حدیث مشکوٰۃ درباب نزول جبرئیل علیہ السلام فی کبکبۃ من الملائکۃ اس بارے میں بالکل واضح ہے۔ افادہ مرشدی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ۔

اور یہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبرائیل علیہ السلام زمین پر تشریف نہ لاویں گے اس کو شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے رسالہ "الاعلام بنزول عیسی علیہ السلام" میں رد کر دیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

البتہ اس قول پر قوی اعتراض یہ ہے کہ الفاظ احادیث عام ہیں ان میں کوئی وجہ بھی ملائکہ وحی کی تخصیص کی نہیں ہے یہ دعویٰ کہ یہ حکم صرف ملائکہ وحی کے ساتھ مخصوص ہے محض دعویٰ بلا دلیل ہے اس لئے جمہور کے نزدیک قابل قبول نہیں۔

اس کے مقابل میں بعض حضرات کے نزدیک یہ حکم تمام طبقات ملائکہ کو عام ہے کوئی فرد اس سے مستثنیٰ نہیں خواہ کراماً کاتبین ہوں یا حفاظت کرنے والے فرشتے یا عزرائیل علیہم السلام۔ محدث قرطبی کا یہی قول ہے۔

لیکن جمہور کی تحقیق اس بارہ میں یہ ہے کہ جس قدر خصوص ہے جو قول اول میں اختیار کیا گیا اور جس قدر عموم ہے اس کو قول ثانی میں قرار دیا گیا ہے بلکہ احادیث کثیرہ کی تطبیق و تحقیق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ حکم دراصل ان ملائکہ رحمت کے متعلق ہے جو انسان کے لئے رحمت و برکت کا سبب بنتے ہیں اور اس کے لئے حق تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

رہے نامہ اعمال کے لکھنے والے یا جنات سے حفاظت کرنے والے فرشتے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جن کے متعلق اس حدیث صحیح میں وارد ہے کہ وہ کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتے سوائے تین اوقات کے، ایک پاخانہ میں دوسرے بیوی کے ساتھ صحبت کے وقت تیسرے غسل کے وقت (اخرجہ البزار عن ابن عباسؓ مرفوعاً و مثلہ عن ابن عمرؓ مرفوعاً عند الترمذی وقال حسن غریب) خطابی، منذری، قاضی عیاض، نووی، دمیری، ملا علی قاری اور شیخ عبد الرؤف مناوی، ابن حجر ہیثمی وغیرہم علماء محققین کا بھی یہی قول ہے۔ (ماخوذ از رسالہ تبلیغ المقصد والمرام فیما تعلق بامتناع الملائکۃ الکرام محدث) اور فقہاء حنفیہ علامہ شامی اور صاحب بحر نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

دوسرا سوال کہ جن تصاویر کا استعمال شرعاً ممنوع نہیں جیسے سکہ یا چھوٹی تصویریں کیا وہ مکان میں دخول ملائکہ سے مانع ہیں یا نہیں؟

امام نووی شافعی شارح مسلم کی تحقیق اس بارہ میں یہ ہے کہ جن تصاویر کے استعمال کو شریعت نے جائز بھی رکھا ہے وہ بھی مکان میں ملائکہ رحمت کے داخل ہونے سے بالکلیہ مانع ہوتی ہیں۔ جواز استعمال کا فائدہ صرف یہ ہوگا کہ استعمال کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا لیکن ملائکہ رحمت کے انوار و برکات سے محرومی پھر بھی رہے گی کیونکہ وہ تصاویر کا خاصہ لازمہ ہے۔

مگر عام روایات حدیث کی تصریحات و اشارات سے جمہور علماء نے اس کو ترجیح دی ہے کہ جن تصاویر کے استعمال کی شریعت نے اجازت دے دی ہے وہ

ملائکہ رحمت کے مکانوں میں داخل ہونے سے مانع نہیں ہوتیں۔

حضرت جبرئیل کی حدیث مذکور ص۲۲ میں خود جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آنے کا مانع تصویر کو بتلایا اور پھر اس مانع کو رفع کرنے کی یہ تدبیر بتلائی کہ یا تو تصویر کا سر کاٹ دیا جائے یا پھر اس کو کسی پامال و ذلیل جگہ میں ڈال دیا جائے۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رض کا واقعہ جو حدیث ص۲ میں گزرا ہے جس میں تصویر دار پردہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے پر چاک کر کے دو گدے یا تکیے بنا دینے کا ذکر ہے، اس واقعہ میں مسند امام احمد کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ:

ولقد رأيته متكئا على احدهما
وفيه صورة
(كذا فى البحر ص۲۳ ج۲)

راوی کہتے ہیں کہ اس مصور پردے کے دو تکیے بنا دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا حالانکہ اس میں تصویر موجود تھی۔

اس کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ وہ تصویر بیچ سے پھٹ کر ناقص رہ گئی تھی اور یہ بھی کہ بجائے پردہ کے پامال تکیہ گدے میں استعمال ہونے لگی تو اس کو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور نہ وہ ملائکہ کے دخول سے مانع ہوئی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ تصویر اور کتے کی کیا خصوصیت ہے کہ جس مکان میں یہ ہوں فرشتے اس میں نہیں جاتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ در حقیقت صرف کتے اور تصویر کی کوئی خصوصیت نہیں اور بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن سے فرشتے نفرت کرتے ہیں اور جس مکان میں وہ ہوتی ہیں رحمت کے فرشتے اس میں نہیں جاتے۔ شیخ الاسلام جعفر کتانی مالکی نے اس پر ایک مستقل کتاب بنام جرح القصد المرام ببیان بعض ما تنفر عنہ الملائکۃ الکرام لکھی ہے اس میں اس طرح کی بہت سی چیزوں کو بحوالہ احادیث بیان فرمائی ہیں جن سے فرشتے نفرت کرتے

ہیں مثلاً جس مکان میں پیشاب کسی برتن میں رکھا ہو یا جس میں کوئی عورت ننگے سر بیٹھی ہو وغیرہ
یہ ضروری نہیں کہ جن چیزوں سے فرشتے نفرت کرتے ہیں وہ گناہ اور معاصی ہی
دوسری سب چیزوں سے زیادہ اشد ہی ہوں۔ بلکہ اس معاملہ کا تعلق فرشتوں کی طبع
سے ہے جیسے انسان بہت سی ایسی چیزوں سے گھن کرتا ہے اور ان کا دیکھنا اس
کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے جو کوئی بڑی نجاست و غلاظت بھی نہیں جیسے مکھی
مچھر وغیرہ۔ ایسے ہی فرشتے بالطبع بہت سی چیزوں سے گھن اور نفرت کرتے ہیں
کتا اور تصویر بھی اسی میں داخل ہیں۔

(۱۴) جاء رجل الی ابن عباسؓ فقال انی اصور هذه الصور فافتنی فیها فقال له ادن منی ثم اعادها فدنا منه فوضع یده علی راسه فقال انبئك بما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول كل مصور فی النار یجعل له بكل صورة صورها نفس فتعذبه فی جهنم وقال ان كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له (رواه مسلم)

ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میں یہ تصویریں بناتا ہوں اسی سے میرا معاش وابستہ ہے، مجھے آپ اس کے بارے میں فتویٰ دیں تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ اور پھر دوبارہ اور قریب آنے کے لئے فرمایا یہاں تک کہ وہ اتنا قریب ہو گیا کہ ابن عباسؓ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں وہ بات بتلاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے فرماتے کہ ہر مصور جہنم میں جائے گا اور جتنی تصویریں اس نے بنائی ہیں ہر ایک کے مقابلہ میں ایک شخص مجسم قائم کر دیا جائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا۔ اور فرمایا کہ تمہارا اس کے سوا گزارہ ہی نہیں تو درختوں کی اور ایسی چیزوں کی تصویر بنا لیا کرو جس میں جان نہیں۔

(۱۵) عن زید بن خالد عن ابی طلحة صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان رسول الله

زید بن خالد حضرت ابو طلحہ صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں

صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الملائکۃ
لا تدخل بیتا فیہ صورۃ قال بسر
ثم اشتکی زید فعدناہ فاذا
علی بابہ ستر فیہ صورۃ فقلت
لعبید اللہ الخولانی ربیب میمونۃ
زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الم یخبرنا زید عن الصور یوم الاول
فقال عبید اللہ : الم تسمعہ حین
قال الا رقما فی ثوب ۔

(بخاری مع فتح الباری ج ۱۰)

ہو سکے جس میں تصویر ہو۔ راوی حدیث بسر
کہتے ہیں کہ اس کے بعد اتفاقاً زید بن خالد
بیمار پڑ گئے اور ہم ان کی عیادت کو گئے تو
دیکھا کہ ان کے دروازہ پر ایک پردہ پڑا ہے
جس میں تصویر ہے تو میں عبید اللہ خولانی سے
جو حضرت ام المومنین میمونہ کے ربیب تھے ان
سے کہا کیا زید نے آج سے پہلے ہم سے حدیث
بیان نہیں کی تھی جس میں تصویر کو ممنوع قرار دیا
تھا اس پر عبید اللہ خولانی نے جواب دیا کیا تم نے
اس روایت میں یہ نہیں سنا تھا کہ آپ نے ایک استثناء
کرکے الا رقما فی ثوب فرمایا تھا۔

تنبیہ] اس حدیث میں تصاویر سے ایک استثناء بلفظ "رقم فی ثوب" مذکور ہے
فتح الباری میں نووی سے اور عمدۃ القاری میں خطابی سے نقل کیا ہے کہ رقم سے مراد
بے جان چیزوں درختوں وغیرہ کے نقوش و اشکال ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار سے
بھی یہی لفظ رقم اس معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ لسان العرب اور قاموس میں
لفظ رقم کے معنی یہ لکھے ہیں الرقم ضرب مخطط من الوشی یعنی رقم دھاری دار
منقش کپڑے کو کہتے ہیں زرقانی نے شرح مؤطا میں رقم کا ترجمہ نقشاً و وشیاً سے
کیا ہے۔ اور حافظ نے فتح الباری میں ایک احتمال یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ
یہ حدیث ممانعت سے پہلے کی ہو اور عمدۃ القاری میں طحاوی سے یہ احتمال نقل کیا ہے
کہ اس سے مراد وہ تصویر ہو سکتی ہے جو کسی پامالی فرش گدے وغیرہ میں ہو جس کی
اجازت حدیث جبرئیل مذکور ۱۲ سے معلوم ہوتی ہے۔

اور اس سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور ۱۳ میں حضرت ابن عباس
کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویر جائز ہے

نیز حضرت ابوطلحہ رض کا واقعہ جو روایت ابن عمر رض حدیث نمبر ٢١ میں آگے آرہا ہے اس میں بھی نقش و نگار کے پردہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ رقم سے تعبیر فرمایا ہے یہ مرفوع حدیث خود اس حدیث کی شرح ہوگئی کہ رقماً فی ثوب سے مراد درختوں اور پھولوں کے نقش و نگار ہیں۔ اور آگے حدیث نمبر ٢٥ میں خود ابوطلحہ رض کا جو واقعہ آرہا ہے اس سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ رقماً فی ثوب سے مراد بے جان چیزوں کی تصویر ہے۔

تنبیہ | اور بعض لوگوں نے جو اس لفظ رقماً فی ثوب کی یہ تشریح کی ہے کہ جو تصویر مجسمہ نہ ہو بلکہ رنگ اور نقش سے بنائی گئی ہو وہ مراد ہے یہ اس لئے قطعاً غلط ہے کہ صحیح بخاری کی روایات کپڑوں کی تصویروں ہی کے بارے میں آئی ہیں جن پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے ہیں اور پھاڑ ڈالا ہے۔ فتح الباری میں اس قول کو مذہب باطل فرمایا ہے۔

(١٩) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت واعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام فی ساعة یاتیہ فیہا فجاءت تلک الساعة ولم یأتہ وفی یدہ عصا فالقاہا وقال ما یخلف اللہ وعدہ ولا رسلہ فاذا جرو کلب تحت سریرہ فقال یا عائشة متی دخل ہذا الکلب ہہنا فقالت واللہ ما دریت فامر بہ فاخرج فجاء فی روایة ثم اخذ ماء فنضح مکانہ فجاء جبریل فقال صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل امین نے آنے کا وعدہ ایک مقرر وقت کے متعلق کیا تھا مگر وہ وقت آچکا اور جبریل امین نہ آئے (جس سے آپ کو تشویش ہوئی) ایک لاٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی اس کو ڈال دیا اور فرمایا کہ اللہ اور اس کے قاصد فرشتے وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے دیکھو کیا بات ہے کہ جبریل نہیں آئے۔ اچانک نظر پڑی کہ چارپائی کے نیچے ایک کتے کا بچہ ہے آپ نے عائشہ رض سے فرمایا کہ یہ کتا یہاں کب آگیا حضرت عائشہ رض نے کہا کہ مجھ کو بالکل خبر نہیں ہوئی آپ کے حکم سے اس کو نکال

واعد شيئاً فجلست له فلم تأته فقال منعني الكلب الذي كان في بيتك انا لا ندخل بيتاً فيه كلب ولا صورة رواه مسلم وابو داود وغيره - (التاج الجامع ص ۱۹۰ ج ۳)

دیا گیا پھر آپ نے کچھ پانی لے کر اس جگہ پر ڈال دیا اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتظار اور جبرئیل کے نہ آنے کی شکایت کی تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں نہیں جاتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔

اس حدیث سے بھی سابقہ روایات کی طرح ثابت ہوا کہ رحمت کے فرشتے اُس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں ذی روح کی تصویر یا کتا ہو۔

(۱۰) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تھے اس وقت صحابہ کرام کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں میں کوئی ایسا آدمی ہے جو مدینہ شہر میں جائے اور تین کام کر کے آئے، اول یہ کہ کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے اور کوئی قبر جو زیادہ اونچی ہو اس کو برابر کرکے چھوڑے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جس کو کسی چیز سے تغیر کر خراب نہ کر دے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں یہ سب کام کروں گا۔ اہل مدینہ اس کی جرأت و ہیبت سے حیرت میں پڑ گئے چنانچہ وہ صاحب گئے اور سب کام کر کے لوٹے تو آکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

يا رسول الله لم ادع بها وثنا الا كسرته ولا قبرا الا سويته ولا صورة الا لطختها ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عاد الى صنعة شيء من هذا فقد كفر بما انزل على محمد صلى الله عليه وسلم (التاج الجامع ص ۲۲ جلد ۲ از تبويب المقصد والمراد)

یا رسول اللہ میں نے مدینہ میں کوئی بت نہیں چھوڑا جس کو توڑ نہ دیا ہو اور کوئی اونچی قبر نہیں چھوڑی جس کو برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جس کو کسی چیز سے تغییر کر خراب نہ کر دیا ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ان چیزوں میں کوئی چیز پھر بنائی تو گویا اُس نے اس دین کا انکار کر دیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

مسئلہ: قبر کے معاملہ میں سنت یہ ہے کہ معمولی اونچی کوہان نما بیشت انداز کی بنائی جائے۔ قبروں کو زیادہ اونچا کرنا اس ارشاد نبوی کے خلاف ہے جس میں آپ نے ایسی قبروں کو عام قبروں کے برابر کر دینے کا حکم فرمایا ہے۔

(۱۸) عن عائشة قالت لما اشتكى النبي صلى الله عليه وسلم ذكر بعض نسائه كنيسة يقال لها مارية وكانت ام سلمة وام حبيبة اتتا ارض الحبشة فذكرتا من حسنها وتصاوير فيها فرفع راسه فقال اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا فيه تلك الصور اولئك شرار خلق الله۔

(متفق علیہ از مشکوٰۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو بعض ازواج مطہرات نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور ازواج میں حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ حبشہ گئی تھیں وہاں یہ کنیسہ دیکھا تھا تو اس کی تصاویر اور خوبصورتی کا ذکر کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس مسجد میں اس کی تصویریں رکھ دیتے تھے (کہ ان کو دیکھ کر ہم بھی عبادت کا اہتمام کریں گے۔ انجام کار بعد کے لوگ خود اسی تصویر کی عبادت کرنے لگتے) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔

اس حدیث میں تصویر کے حرام ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ شرک و بت پرستی کا ذریعہ ہے۔

(۱۹) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی دعوت کی وہ تشریف لائے تو گھر میں دیوار پر ایک پردہ پڑا دیکھا تو ابن عمرؓ نے ان کے سامنے بطور معذرت کہا غلبتنا علیہ النساء (یعنی یہ پردے ہم نے بالقصد نہیں ڈالے گھر کی عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں کہ اس طرح کی زینت کی چیزیں استعمال کرنے لگیں) حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا کہ یہ بات کوئی اور کرتا تو مجھے تعجب نہ تھا آپ کے

متعلق میں کبھی یہ گمان نہ کرتا تھا کہ آپ ایسا بےجا عذر کریں گے کہ عورتوں تک آپ پھر تو اب آکر ایسا کام کر لیا اور فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ بِهٖ طَعَامًا (بخاری کتاب اللباس)

خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔

(۳) ابو طلحۃ رضہ دعا انسانًا ینزع نمطا تحتہ وھو مریض فقال لہ سھل بن حنیف لم تنزعہ قال لان فیہ تصاویر وقال فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت قال سھل او لم یقل الا ما کان رقمًا فی ثوب قال بلی ولکنہ اطیب لنفسی۔ (رواہ مالک والترمذی والنسائی جمع الفوائد)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلایا کہ ان کے نیچے سے ایک گدا نکال دیں جس پر وہ بحالت بیماری بیٹھے ہوئے تھے سہل بن حنیفؓ نے فرمایا کہ آپ کیوں نکلواتے ہیں تو فرمایا کہ اس میں تصاویر ہیں اور آپؐ نے جیسا کہ تصاویر کے معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ اس پر حضرت سہل نے فرمایا کہ کیا آپ نے تصاویر کی ممانعت کے ساتھ یہ استثناء نہیں فرمایا کہ مگر جو نقش کپڑے میں ہو۔ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا کہ ہاں یہ تو مجھے معلوم ہے مگر میرے دل کو پسند یہی ہے کہ اس کو نکال دوں۔

رقما فی ثوب کے معنی اور پوری تحقیق حدیث مذکورہ ۱۱ کے تحت میں ہو چکی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ خوش نما پھولوں کے نقش و نگار ہیں جو جائز ہیں اور طحاوی کے قول کے مطابق ایسے کپڑے کی تصویر ہے جو پامال ہو۔

حضرت زید (ابو طلحہ) کے نیچے گدے میں یا تو نقش و نگار رہتے جن کو انہوں نے ازراہ تقویٰ اپنے نیچے بچھانا پسند نہیں کیا جیسا کہ حضرت فاطمہؓ کے واقعہ مندرجہ حدیث ۲۱ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقش و نگار والے پردہ کو پسند نہیں فرمایا اور بقول طحاوی یہ بھی ممکن ہے کہ جاندار ہی کی تصویر ہو مگر نیچے بچھے والے گدے میں اس کا استعمال از روئے حدیث جبرئیل ۲۴ جائز معلوم ہوتا ہے مگر حضرت زید نے ازراہ تقویٰ اس کو بھی پسند نہ فرمایا ہو۔

(٢١) عن ابن عمرؓ قال أتى النبي صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فوجد على بابها سترا موشيا فلم يدخل فجاء علي فرآها مهتمة فأخبرته فأتاه علي فذكر له ذلك وقال قد اشتد عليها فقال صلى الله عليه وسلم ما لنا وللدنيا وما لنا والرقم فذهب الى فاطمة فردته اليه تقول فما تأمرني به فيه قال ترسلين به الى اهل حاجة . للبخاري وابي داؤد

(جمع الفوائد ج٢ ص٢٣٣)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے مکان پر تشریف لائے تو وہاں دروازے پر ایک منقش پردہ پڑا پایا، آپ مکان کے اندر نہ تشریف لے گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو دیکھا کہ فاطمہ غمزدہ بیٹھی ہیں اور واقعہ کا ذکر کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اظہار فرمایا کہ فاطمہ پر یہ بات بہت شاق اور بھاری گذری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں دنیا سے کیا واسطہ ہم کہاں اور نقش و نگار کہاں حضرت علیؓ نے واپس آکر فاطمہؓ کو یہ بات بتلائی تو حضرت فاطمہؓ نے دوبارہ حضرت علی کو یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ پھر اس پردہ کے کپڑے کو ہم کیا کریں، تو آپ نے فرمایا کسی ضرورت مند شخص کو دیدیں۔

تنبیہ:- یہ بات ظاہر ہے کہ اس پردہ میں کوئی تصویر نہ تھی، صرف نقش و نگار تھے جو گناہ نہیں مگر زیب و زینت کی چیز ہے اس لئے اس کو اللہ کے رسول نے اپنے اہل بیت کے لئے پسند نہیں فرمایا اور اگر تصویر ہوتی تو کسی دوسرے حاجت مند کو بھیجنے کا جو ارشاد فرمایا یہ بھی نہ ہوتا کیونکہ وہ حاجت مند کے لئے بھی جائز نہیں۔

بعض خاص قسم کی تصاویر کی رخصت و اجازت

(٢٢) ابو هريرة رفعه في التماثيل رخص فيما كان يوطأ وكره ما كان منصوبا . للاوسط بضعف .

(جمع الفوائد ص٢٣٣ ج١)

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تصاویر کہ ذلت میں پامال ہوں اُن کی اجازت ہے اور جو کھڑی ہوں وہ ناجائز ہیں۔

(۲۳) اور مسند احمد میں حضرت صدیقہ عائشہ رض کے مصور پردے کے ٹکڑے کر کے جن میں پردہ کر بچھا کر دو گدے بنا دینا مذکور ہے یہ الفاظ بھی ہیں۔

فکان فی البیت یجلس علیہ وفیہ صورۃ (مسند احمد)

یہ گدے گھر میں رہے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے حالانکہ ان میں تصویر موجود تھی۔

(۲۴) حضرت عکرمہ رض فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کھڑی ہوئی تصویروں کو ناجائز سمجھتے تھے اور پامال میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے (فتح الباری بحوالہ ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۲۳)۔ یہی مضمون فتح الباری میں بحوالہ ابن ابی شیبہ حضرت ابن سیرین اور سالم بن عبداللہ اور عکرمہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی نقل کیا ہے۔

(۲۵) عن اللیث قال دخلت علی سالم بن عبد اللہ وھو متکئ علی وسادۃ فیہا تماثیل طیر و وحش فقلت الیس یکرہ ھذا قال لا انما یکرہ ما نصب نصبا (مسند احمد مع فتح ربانی ج ۱۷)

حضرت لیث تابعی کہتے ہیں کہ میں حضرت سالم بن عبداللہ کے گھر گیا تو وہ ایک تکیے سے کمر لگائے بیٹھے تھے جس میں پرندوں اور وحشی جانوروں کی تصویریں تھیں میں نے عرض کیا کہ کیا ان کا استعمال مکروہ ناجائز نہیں ہے۔ انھوں نے فرمایا نہیں بلکہ ناجائز وہ تصویریں ہیں جو کھڑی کی ہوں۔

(۲۶) طبقات ابن سعد جزء تابعین ص ۱۳۳ میں ہے کہ حضرت عروہ کے تکیوں پر پرندوں کے چہروں کی تصویریں تھیں۔

(۲۷) اسد الغابہ میں حضرت انس بن مالک رض کے حالات میں ہے کہ ان کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر ببر کی تصویر بنی تھی۔

(۲۸) حضرت ابوہریرہ رض کی انگوٹھی میں جو نگینہ تھا اس میں دو مکھیوں کی تصویر بنی تھی۔

(۲۹) حضرت عمر رض کے زمانہ میں ایک انگوٹھی دستیاب ہوئی تھی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ دانیال نبی کی انگوٹھی ہے اور اس کے نگینہ میں ایک نقش تھا کہ دو شیر دائیں بائیں کھڑے تھے بیچ میں ایک لڑکا تھا۔ حضرت عمر رض نے یہ انگوٹھی حضرت ابو موسیٰ اشعری کو عنایت فرمائی (منقول از معارف القرآن)۔

۲۰: ابوداؤد باب اللعب بالبنات میں حضرت صدیقہ عائشہ رض بروایت عروہ منقول ہے: (الدول المحمودیہ ص ۱۴۲ ج ۲)۔

قالت كنت ألعب بالبنات فربما دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندي الجواري فإذا دخل خرجن وإذا خرج دخلن

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور میرے ساتھ کھیلنے والی لڑکیاں ہوتیں جب آپ اندر آتے تو وہ باہر چلی جاتیں جب آپ باہر جاتے تو وہ پھر آجاتی تھیں۔

اور اسی باب میں بروایت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قالت قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوة تبوك أو خيبر وفي سهوتها ستر فهبت الريح فكشفت ناحية الستر عن بنات لعائشة لعب فقال ما هذا يا عائشة قالت بناتي ورأى بينهن فرسا له جناحان من رقاع فقال ما هذا الذي أرى وسطهن قالت فرس قال وما هذا الذي عليه قالت جناحان قال فرس له جناحان قالت أما سمعت أن لسليمان خيلا لها أجنحة قالت فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رأيت نواجذه

(ابوداؤد)

حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے واپس آئے تو میرے طاق پر پردہ پڑا ہوا تھا اتفاقاً ہوا چلی۔ جس نے پردہ کا ایک حصہ کھول دیا جہاں سے گڑیاں عائشہ رض کی سامنے آگئیں آپ نے پوچھا عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میری گڑیاں ہیں اور آپ نے ان کے بیچ میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے اوپر کاغذ کے لگے ہوئے تھے تو پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا گھوڑا ہے پھر آپ نے فرمایا اس گھوڑے کے اوپر کیا لگے ہوئے ہیں میں نے عرض کی کہ دو بازو ہیں آپ نے تعجب سے فرمایا گھوڑے کے بازو ہوتے ہیں؟ عائشہ رض نے عرض کیا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر لگے تھے صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دندان مبارک دیکھے۔

---

(۲۱) اور مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الاول فی النکاح میں بحوالہ صحیح مسلم کی یہ حدیث خود حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقہ عائشہؓ
تزوجہا وہی بنت سبع سنین و	سے نکاح کیا جب کہ ان کی عمر سات سال کی تھی
زفت الیہ وہی بنت تسع سنین	اور رخصتی ہوئی جب کہ ان کی عمر نو سال کی ہوئی
و لعبہا معہا ومات عنہا وہی بنت	رخصتی کے وقت ان کی گڑیاں بھی ان کے ساتھ
ثمانی عشرۃ	آئیں اور آپ کی وفات ہوگئی جب کہ ان کی عمر کل
(مرقاۃ جلد پنجم ص ۲۰۵ ج ۲)	اٹھارہ سال کی تھی۔

امام نوویؒ نے فرمایا کہ مشہور یہ ہے کہ نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا تھا مگر تحقیق یہ ہے کہ اس وقت چھ سال سے چند ماہ زائد عمر تھی کسر کا اعتبار کیا جائے تو سات سال کہہ سکتے ہیں۔

یہ کل تیس احادیث ہیں جو معمولی تلاش و تفتیش سے جمع کی گئیں جن میں بیس احادیث مطلق تصاویر کی حرمت میں آئی ہیں اور دس احادیث و آثار میں بعض خاص قسم کی تصاویر کے بارے میں اجازت و رخصت کے الفاظ ہیں مجموعی طور پر تصویر کی حرمت متواتر المعنی احادیث سے ثابت ہے۔

یعنی اگرچہ فرداً فرداً یہ روایات خبر واحد میں داخل ہیں مگر ان کے مجموعے سے مضمون حرمت تصاویر کا متواتر ہو جاتا ہے جس کی تصریح بہ العلماء، اسی لئے اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے جس کو حافظ نے فتح الباری میں عینی نے عمدۃ القاری میں اور شرح مسلم میں شیخ الاسلام نوویؒ نے نقل کیا ہے جو آگے لکھا جائے گا۔

احادیث رخصت سے فقہائے امت نے کیا سمجھا

(۱) احادیث حرمت میں خود جبریل امین کی تلقین سے معلوم ہوا کہ جن تصاویر کا سر کاٹ دیا جائے یا کسی رنگ روغن سے تغیر دیا جائے اس کا استعمال جائز ہے دکانی

حدیث ۲ رواہ النسائی وحدیث ۳ رواہ محمد فی مسندہ)۔

اسی لئے سر کٹی ہوئی تصاویر کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے اس کو حضرت جبرئیل نے خود بھی درختوں اور غیرہ کی طرح بے جان چیزوں کے حکم میں کر دیا ہے۔

(۲) دوسری رخصت وہ ہے جو احادیث ۷ تا ۹ میں مذکور ہے کہ تصاویر سالم بھی رہیں مگر ان کو محل اہانت و ذلت میں مثلاً پامال فرش یا گدا وغیرہ جس کے اوپر بیٹھا جائے بچھا دیا جائے ان کے جواز پر بھی امت کا اجماع ہے

(۳) تیسری رخصت احادیث ۱۰ تا ۱۳ سے ثابت ہے کہ بہت چھوٹی تصویریں جیسے مثلاً انگوٹھی کے نگینہ پر یا روپیہ پیسہ پر اس کے استعمال کی گنجائش ہے اس پر بھی تقریباً تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

(۴) چوتھی رخصت حدیث ۱۴، ۱۵ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ لڑکیاں جن گڑیوں سے کھیلتی ہیں یہ کھلونے استعمال کرنا بھی جائز ہے مگر اس میں حضرات فقہاء کے اقوال مختلف ہیں جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اقوال فقہاء و محدثین

علامہ عینی نے شرح بخاری میں الا رقماً فی ثوب والی حدیث کے ذیل میں فرمایا ہے:-

وقالوا إنما كره عليه السلام
ما كان ستراً ونحوه مما يداس عليه
ويمتهن بهذا قال سعد بن أبي وقاص
وسالم وعروة وابن سيرين وعطاء
وعكرمة قال عكرمة في ما يوطأ من
الصور هو ذل لها وهذا أوسط المذاهب
وبه قال مالك والثوري و

حضرات صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصاویر کو ناجائز قرار
دیا ہے جو پردہ کی صورت میں معلق (اور کھڑی)
ہوں اور ان تصاویر کو ناجائز نہیں کیا جو پامال
ہوں اور ان پر بیٹھا لیٹا جائے۔ یہی قول ہے
حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سالم بن
عبد اللہ اور عروہ اور ابن سیرین کا اور حضرت عطا

وسواء صنعه بما يمتهن او بغيره فصنعته حرام بكل حال لان فيه مضاهاة بخلق الله تعالى وسواء ما كان في ثوب او بساط او درهم او دينار او فلس او اناء او حائط او غيرها واما تصوير صورة الشجر ورحال الابل وغير ذلك مما ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام هذا حكم نفس التصوير واما اتخاذ المصور فيه صورة حيوان فان كان معلقا على حائط او ثوبا ملبوسا او عمامة ونحو ذلك مما لا يعد ممتهنا فهو حرام وان كان في بساط يداس ومخدة ووسادة ونحوها مما يمتهن فليس بحرام ولا فرق في هذا كله بين ما له ظل وما لا ظل له هذا تلخيص مذهبنا في المسئلة وبمعناه قال جماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم وهو مذهب الثوري ومالك وابي حنيفة وغيرهم

(نووی مع مسلم ج۲ ص۱۹۹)

ہے اور اس میں برابر ہے کہ کسی چیز کی تصویر بنائے جو عادۃً ذلیل و پامال رکھی جاتی ہے یا دوسری چیز کی ہر حال بنانا اس کا حرام ہے اس لئے کہ اس میں حق تعالیٰ کی صفت خلق کی نقل آتی ہے اور یہ بھی برابر ہے کہ کپڑے میں ہو یا فرش میں اور درہم و دینار یا پیسہ میں ہو یا برتن اور دیوار وغیرہ میں لیکن درختوں کی اونٹ کے کجاوہ وغیرہ کی ایسی چیزوں کی جو ذی روح نہیں تو اس کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے یہ تو تصویر بنانے کا حکم ہے لیکن ان چیزوں کا استعمال جن میں ذی روح کی تصویر بنی ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ دیوار پر معلق یا پہنے ہوئے کپڑے یا عمامہ وغیرہ ایسی چیزوں میں ہوں جو عادۃً ذلیل و حقیر نہیں سمجھی جاتی تو ان کا استعمال حرام ہے اور اگر پامال فرش یا کسی گدے اور تکیہ وغیرہ میں جو عادۃً ذلیل پامال ہوتے ہیں تو یہ حرام نہیں اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ تصویر مجسم ہو جس کا سایہ پڑتا ہے یا مجسم نہ ہو بلکہ محض نقش و رنگ ہو یہ خلاصہ ہے ہمارے مذہب کا مسئلہ تصویر میں اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے علماء میں سے اور یہی مذہب ہے امام ثوری اور مالک اور ابوحنیفہ وغیرہم کا۔

وفي الدر المختار او كانت صغيرة لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر

اور در مختار میں ہے کہ اس تصویر کا استعمال بھی جائز ہے جو اتنی چھوٹی ہو کہ اس کو زمین پر رکھ کر

قال او على حل الارض (ذكره الحلبي) آدمی کھڑا ہو کر دیکھے تو اس کے اعضاء کی

قال الشامي وهذا اضبط كما في تفصیل نظر نہ آئے۔

القهستاني ومثله في الطحطاوي طحطاوی اور شرح منیہ میں بھی ایسا

على الدر وشرح المنية) ہی لکھا ہے۔

یہ مذہب حنفیہ کا نقل کیا گیا ہے۔ مالکیہ کا بھی یہی مذہب رسالہ "بلوغ القصد والمراد بما تقوم عنه الملائكة الكرام" میں شیخ الاسلام ابوجعفر کتانی نے نقل کیا ہے۔ شوافع اور حنابلہ سے بھی اس کے خلاف کوئی قول نظر سے نہیں گزرا۔ تین قسم کی تصاویر کی رخصت تقریباً سب فقہاء میں متفق علیہ ہے۔ البتہ چوتھی رخصت یعنی لڑکیوں کے کھیلنے کی گڑیاں، اس میں حضرات فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ گڑیاں بھی عام تصاویر کی طرح حرام ہیں اور صدیقہ عائشہ کی یہ حدیث اس زمانے کی ہے جب کہ تصاویر کی حرمت کا حکم نہیں تھا۔ یہ قول محدث امام بیہقی، ابن جوزی، منذری الحلبی، ابن بطال اور محدث داؤدی وغیرہ کا ہے اور ابو زید نے حضرت امام مالکؒ سے بھی یہ نقل کیا ہے کہ آپ لڑکیوں کے لئے گڑیاں خریدنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔ امام بیہقی حضرت عائشہؓ کی گڑیوں کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا ثبت النهي عن اتخاذ الصور فيحمل على ان الرخصة لعائشة رضي الله عنها في ذلك كانت قبل التحريم وبه جزم ابن الجوزي (فتح الباري ص ۵۲۷ ج ۱۰) چونکہ تصاویر کے استعمال کی حرمت نصوص سے ثابت ہو چکی ہے، اس لئے حدیث عائشہؓ کو اسی پر محمول کیا جاوے گا کہ یہ حرمت تصاویر کے حکم سے پہلے کا واقعہ تھا جو منسوخ ہو گیا۔ ابن جوزی نے اسی کو قول فیصل قرار دیا ہے۔ مسند احمد کی ایک مرفوع روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے عن رجل من قريش عن ابيه انه كان مع ابي هريرة فرأى ابو هريرة فرساً من رقاع في يد جارية فقال الا ترى هذا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يعمل هذا من لا خلاق له۔ (مسند احمد فتح ربانی ص ۱۶۲ ج ۱۷ آخر کتاب) ایک شخص حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ تھے

دیکھا کہ ایک لڑکی کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تم نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ بعض نے فرمایا ہے کہ اس سے صرف نابالغ لڑکیوں کے معاملہ میں مسامحت کا معاملہ معلوم ہوتا ہے نابالغ لڑکیاں جو احکام کی ابھی مکلف نہیں۔ اُن کو گڑیوں کے کھیل سے منع نہ کیا جاوے گا صدیقہ عائشہؓ کا یہ واقعہ بھی اُن کی نابالغی کے زمانے کا ہے بالغوں کے لئے ان کا استعمال حسب عموم احادیث حرام ہوگا۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ صدیقہ عائشہ کے لئے گڑیوں کی رخصت دینے کا سبب یہ تھا کہ وہ گڑیاں درحقیقت مکمل تصویریں نہ تھیں کچھ یوں ہی نام گڑیاں کا رکھ دیا گیا تھا اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں اور ان کے درمیان جو چیز رکھی ہے یہ کیا ہے؟ اگر یہ مکمل تصویریں ہوتیں تو اس سوال کی کیا ضرورت تھی دیکھتے ہی خود معلوم ہو جاتا کہ یہ عورتوں یا گھوڑوں کی تصویریں ہیں رکذا ذکرہ مولانا محمد یحییٰ فی تعلیقہ علی ابی داؤد تا قلا عن الشیخ الکنگوہی حافظ منذری نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے کہ صدیقہ عائشہؓ کی گڑیاں مکمل تصویریں نہیں تھیں بلکہ

اور بعض علماء نے مطلقاً گڑیوں کی تصاویر کو عام حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جیسا کہ پامال تصاویر مستثنیٰ کی گئی ہیں۔

اور امام نوویؒ نے شرح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی حدیث مذکور کی تشریح میں لکھا ہے:

المراد ھذہ اللعب المسماۃ بالبنات التی تلعب بھا الجواری الصغار ومعناہ التنبیہ علی صغر سنھا قال القاضی وفیہ جواز اتخاذ اللعب واباحۃ لعب الجواری بھن وقد جاء انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رأی ذلک لم ینکرہ	مراد لعب سے وہ ہیں جن کو گڑیاں کہا جاتا ہے جن سے چھوٹی لڑکیاں کھیلتی ہیں اور مطلب اس روایت کا اس پر تنبیہ کرنا ہے کہ صدیقہ عائشہ اس وقت بہت صغیر سن تھیں۔ قاضی ابو علی نے فرمایا ہے کہ اس روایت سے جواز ثابت ہوتا ہے گڑیاں رکھنے اور چھوٹی بچیوں کے لیے

اور ایک قول اس کے بالمقابل قاضی عیاض کا ہے کہ اسی حدیث کی رو سے بچوں کی گڑیاں حرمت تصویر سے مستثنیٰ کر دی گئیں وہ جائز ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ نابالغ بچیوں کے لئے اجازت ہے عام اجازت نہیں حنفیہ کا مسلک مذکورہ عبارت در مختار سے یہی معلوم ہوتا ہے یہ حضرات صدیقہ عائشہؓ کے اس قصہ کو بلوغ سے پہلے کا قصہ قرار دیتے ہیں کیونکہ صدیقہ عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں چھ سات سال کی عمر میں آئی ہیں۔ جو وقت بلوغ کا نہیں تھا اسی زمانہ میں یہ واقعہ ہو سکتا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ صدیقہ عائشہ کی روایت میں جن گڑیوں کا ذکر ہے وہ مکمل تصویریں تھی ہی نہیں۔ اس لئے حرمت تصاویر کی روایات سے اس کا کوئی تعارض نہیں لیکن پہلے اور تیسرے قول پر ابوداؤد کی روایت جو ابو سلمہ کے طریق سے منقول ہے اس میں اس واقعہ کی تاریخ غزوہ خیبر یا غزوہ تبوک سے واپسی بتلائی ہے جو سنہ ۷ھ اور سنہ ۹ھ میں ہیں اس وقت تک تصاویر کی حرمت کے احکام نہ ہونا یا حضرت صدیقہ عائشہؓ کا نابالغ ہونا دونوں چیزیں نہایت بعید ہیں۔

لیکن جب اس روایت کے دوسرے طرق کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ گڑیوں کا واقعہ میں غزوہ خیبر و تبوک کا ذکر کہیں بجز اسی ایک طریق ابوداؤد کے اور کسی کتاب میں نہیں۔ یہ واقعہ صحیحین بخاری و مسلم میں بھی آیا ہے اور مسند احمد وغیرہ میں بھی ان میں سے کسی میں سفر خیبر و تبوک کا کوئی ذکر نہیں اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے اس طریق میں کسی راوی کو مغالطہ پیش آیا ہے کہ وہ جس سفر تبوک یا خیبر کا تو الگ واقعہ میں آیا ہے جو حضرت صدیقہ عائشہؓ کے ایک مصور پردہ جو قرام یا درنوک اپنے گھر میں کسی طاق یا الماری پر ڈالا تھا۔ ان دونوں روایتوں میں صحیحین بخاری و مسلم کی روایت میں سفر سے واپسی کا ذکر ہے اور فتح الباری میں اس سفر کو بحوالہ بیہقی سفر تبوک اور بحوالہ ابوداؤد خیبر یا تبوک لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر کے نزدیک ابوداؤد کی روایت میں غزوہ خیبر یا تبوک کا تعلق صدیقہ عائشہؓ کی گڑیوں کے واقعہ سے نہیں بلکہ مستور

پردہ کے واقعہ سے ہے۔ راوی کو مغالطہ کی وجہ غالباً یہ پیش آئی ہو کہ (قرام اور غزوہ تبوک)
کے واقعہ میں صحیح مسلم کے الفاظ میں یہ بھی ہے کہ اس پر ایک پروں والے گھوڑے کی
تصویر تھی اور حضرت عائشہ کی گڑیوں میں بھی کوئی ایسی چیز تھی جس کو انہوں نے پروں
والا گھوڑا قرار دیا تھا اس سے راوی کو یہ اشتباہ ہو جانا کچھ بعید نہیں اور خود ان
دونوں واقعات کے الفاظ اور بیان کو دیکھئے تو وہ اس پر کھلی شہادت دیں گے کہ گڑیوں
کا واقعہ صدیقہ عائشہؓ کے ابتدائی بچپن کے زمانہ کا ہے اور قرام و غزوہ تبوک کا واقعہ
اس کے بعد کا ہے۔ صحیح مسلم کتاب النکاح کی حدیث صدیقہ عائشہؓ کے ساتھ بلوغ سے
پہلے گڑیوں کا ہونا اور رخصتی کے وقت ان کا ساتھ آنا مذکور ہے یہ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ
ہجرت کے بالکل ابتدائی زمانہ کا ہے۔

الفاظ اور بیان کا تقابل کیجئے کہ پردہ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے چہرہ انور پر ناگواری کے آثار دیکھتے ہی سب سے پہلے جو کلمہ صدیقہ عائشہؓ نے بولا
وہ توبہ کے متعلق ہے یہ بات بھی بعد میں پوچھی کہ میرا گناہ کیا ہے اور گڑیوں کے واقعہ
میں بالکل بچوں کی طرح ان کی گفتگو ہے۔

ان سب قرائن قویہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ صدیقہ عائشہؓ کی گڑیوں کا واقعہ
بالکل ابتداء ہجرت کے زمانہ میں پیش آیا جب کہ تصاویر کی حرمت کے احکام نہ
تھے۔ نیز حضرت صدیقہ صغیر السن لڑکی تھیں اس لئے جن حضرات نے اس حدیث کو
احادیث حرمت سے منسوخ قرار دیا یا انہوں نے اس کو صرف نابالغ لڑکیوں کی
خصوصیت قرار دیا ان کے کلام کی گنجائش بلا شبہ موجود ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ و تابعین اور ائمہ فقہاء نے ان احادیث رخصت سے یہ
نتائج نکالے ہیں:۔

(۱) تصویر کشی اور تصویر سازی کسی جاندار کی کسی حال جائز نہیں صرف غیر ذی روح کی

بے جان چیزوں کی تصاویر بنا سکتے ہیں۔

اور فقہا وغیرہ کے استثناء میں مندرجہ ذیل قسم کی تصاویر کی اجازت دی ہے۔

(۱) سر کٹی ہوئی تصویر جو درخت کے مشابہ ہو جائے۔

(۲) پامال تصاویر جو تکیے کے غلاف یا فرش وغیرہ پر ہوں۔

(۳) بہت چھوٹی تصویریں جیسے انگوٹھی اور بٹن کی تصویریں، وہ بھی عدم تعرض نگاہ کے حکم میں ہیں۔

(۴) بچوں کے کھلونے گڑیوں میں بھی فقہا کا اختلاف ہے بعض حرام فرماتے ہیں بعض جائز اور بعض خاص شرائط کے ساتھ اجازت دیتے ہیں۔

لیکن جس مسئلہ تصویر کی حرمت کا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے یہ کسی نے نہیں کہا کہ ان سے احادیث حرمت کو منسوخ قرار دے کر اصل تصویروں کو جائز کر دیا ہو۔ یا جائز تصویروں کی کوئی ایسی علت نکالی ہو جس کی وسعت میں عام تصویریں بھی حلال ہو جائیں۔

مگر آج کل کے جدید مصنفین نے ان احادیث رخصت کو عام تصاویر کی حلت کا حیلہ بنا لیا ہے اور ایک نیا حیلہ تو ایسا ایجاد کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ تصاویر کی ساری ہی بحث ختم ہو جاتی ہے وہ یہ کہ آج کل جس طرح تمام مصنوعات جو پہلے زمانے میں دستی بنائی جاتی تھیں اب مشینوں اور آلات کے ذریعہ بنتی ہیں، اسی طرح تصاویر سازی کے فن کو بھی مشینی دور نے ترقی دے کر فوٹوگرافی اور عکاسی کی صورت دی ہے بعض علماء مصر نے پھر بعض علماء ہند نے بھی ان کے متعلق یہ فرما دیا کہ فوٹو کے ذریعہ جو تصویر لی جاتی ہے وہ تصویر کے حکم میں داخل ہی نہیں۔ وہ تو ایک ظل اور سایہ ہے جیسے آئینہ اور پانی میں انسان کی شکل دیکھی جاتی ہے اس کے حرام و ناجائز ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں۔

اور یہ فتنہ ایسا عام ہوا کہ بہت سے علماء و صلحاء بھی کاغذی پیرہنوں میں دنیا بھر میں چلتے پھرتے نظر آنے لگے اور ارباب علم و تقویٰ کے فوٹو دنیا میں عام ہو گئے

یہ صحیح ہے کہ بعض علماء کرام اس فوٹو کے ذریعے بے پردگی انکے علم و قصد کے خلاف دیا جاتا ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ بہت سے حضرات بالقصد اس میں شریک ہو گئے ہیں۔ اس لئے پہلے اسی مسئلہ کے متعلق لکھا جاتا ہے جس کا مستقل نام بھی رکھ دیا ہے تاکہ علاحدہ بھی بصورت رسالہ شائع ہو سکے۔

كشف السجاف
عن
وجه فوتوغراف

فوٹو کے متعلق شرعی احکام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آج کل آخرت سے غفلت اور فسق و فجور و گناہوں کے عموم و شیوع کا زمانہ ہے جو اپنی جگہ خود ایک مصیبت ہے۔ لیکن اس وقت ایک نئی مصیبت اس مشینی دور نے کھڑی کر دی کہ جو چیزیں پہلے دستی صنعت سے بنائی جاتی تھیں اب وہ مشینوں کے ذریعہ پہلے سے زیادہ صاف ستھری اور جلد سے جلد تیار ہوتی ہیں۔ ان مشینوں کے ذریعہ تیار ہونے والی چیزوں کے عموماً نام بھی نئے رکھ دیئے گئے۔

جن چیزوں کی شریعت اسلام نے کسی خاص نام اور عنوان سے حرام کیا تھا اب وہ نام و عنوان نہ رہا تو کچھ لوگوں نے اس کو حیلہ جواز بنا لیا۔ اور یہ وہی آفت ہے جس کے واقع ہونے کی خبر علامات قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دے چکے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے ان کے سامنے راگ باجے اور گانے والی عورتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان میں بعض کو زمین میں دھنسا دیں گے اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیں گے" (رواہ ابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب المنذری ج ۳ ص ۱۰۰)

آجکل لوگوں نے یہی معاملہ شراب کے علاوہ دوسرے گناہوں اور فسق و فجور کے ساتھ کرلیا ہے کہ اُن کی شکلیں صورتیں نئی نئی نکال کر اُن کے نام بدل ڈالے اور گناہ اور ثواب کے ٹھپے سے فارغ ہو گئے۔

سود اور قمار کی اس دنیا نے ایک سے ایک نئی صورت اختیار کی سود خواری کا نام بینکنگ رکھ دیا۔ قمار کی ہزاروں صورتیں ایجاد ہو گئیں لاٹری کے نئے نئے طریقے ایجاد ہو گئے صرف یہی ان کو قمار وجوا نہیں کہا جاتا یہاں تک کہ حکومت کے قوانین بھی اگرچہ قمار اور جوا ممنوع قرار دے رکھا ہے لیکن ان نئی صورتوں کو قمار کے مفہوم سے خارج سمجھ کر کھلے بندوں استعمال کی جاتی ہیں۔

گھوڑوں وغیرہ کی ریس، گھوڑ دوڑ پر بڑی بڑی رقموں کی بازی لگائی جاتی ہے سٹہ کا بازار دن رات دن یہی سود اور قمار کا کام کرنے کے لئے کھلا ہوا ہے جل جوا کا جوا بہت سے رسائل اور اخبارات کا کاروبار بنا ہوا ہے جن میں جوئے اور قمار کی پوری حقیقت موجود ہوتے ہوئے صرف اس کا نام بدلنے سے بہت سے لوگ مغالطہ میں اور بہت سے محض حیلہ جوئی کے لئے ان کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کھلے طور پر سود اور قمار کا کاروبار نہیں کرتے کچھ بھی سہی مگر اس کا نام تو سود و قمار نہیں ہے اس لئے ہمارا گناہ ہوا بھی تو ہلکا ہوگا۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برخلاف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی خلاف ورزی اس طرح کی حیلہ جوئی کے ذریعے کھلے طور پر کرنا یہ ایک گناہ کو دو گناہ بنا دیتا ہے ایک اصل گناہ دوسرے اس گناہ کو حلال سمجھنے سمجھانے کی کوشش اور یہ دوسرا گناہ پہلے گناہ سے بھی زیادہ اشد ہے۔

کار دنیا باحلق آدمی جملہ راست · باخدا تزویر و حیلہ کے روا ست

یہی معاملہ ہمارے زیر بحث مسئلہ "فوٹو گرافی" میں ہوا ہے کہ یہ تصویر سازی کی ایک مشین ایجاد ہوئی جس میں اصل شے کا سایہ فوٹو کے شیشہ پر لے کر اس کو رنگ اور مسالے کے ذریعہ پائدار بنا دیا جاتا ہے اس طرح تصویر بالکل ٹھیک مطابق اصل بن

ہو جاتی ہے اور قلم گھسنے کی محنت و دیدہ ریزی سے بھی نجات ہو جاتی ہے حقیقت
تو یہ ہے کہ فوٹوگرافی فن تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے اور تصویر کشی
کے گناہ کو اس نے آسان اور سستا کر کے ایک وبائی مرض بنا دیا ہے۔

مگر کچھ حضرات ایسے ہیں جنہوں نے فلسفہ یہ اختیار کیا کہ جب کوئی مرض وبائی صورت
اختیار کر لے اور عام ہو جائے تو اس کو مرض ہی کہنا چھوڑ دو ورنہ اس کے علاج کی ضرورت
ہے اور لوگوں کو اس سے بچنے کی کوشش ضروری ہے اور حیلہ یہ نکالا کہ فوٹو کی تصویر حقیقت
تصویر نہیں وہ تو ایک سایہ اور ظل ہے جیسے آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں میں انسان
کا چہرہ اور پورا بدن بے کم و کاست سامنے آ جاتا ہے اسی طرح فوٹو کے آئینہ پر انسان
کی تصویر آ جاتی ہے تو جس طرح آئینہ اور پانی میں دیکھنا یا کسی دوسرے کی تصویر دیکھنا
استعمال کرنا کسی کے نزدیک تصویر سازی یا استعمال تصویر کے گناہ میں شامل نہیں اسی
طرح فوٹو سے حاصل شدہ تصاویر بھی ایک ظل اور سایہ ہیں ان کے حاصل کرنے اور استعمال
کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

لیکن یہ بات کچھ زیادہ غور و فکر کی محتاج نہیں کہ آئینہ پانی وغیرہ کے اندر آنے والے
عکس اور فوٹو سے حاصل کی ہوئی تصویروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ایک کو دوسرے پر
قیاس کرنا محض ایک فریب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ظل اور سایہ قائم و پائدار نہیں ہوتا بلکہ
صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی
کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہو گیا۔ فوٹو کے
آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت تک کہا جا سکتا ہے جب تک
اس کو رنگ و روغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائدار نہ بنا دیا جائے اور جس وقت
اس عکس کو قائم اور پائدار بنا دیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی۔ تصویر سازی کے
لئے رنگ و روغن قلم سے لگایا جائے یا کسی مشین سے اس سے مسئلہ کی صورت نہیں بدلتی
اس کی مثال تو بالکل یہ ہے کہ ایک شخص کسی آئینہ کے بالمقابل کھڑا کر کے اس کی عکسی
شکل کو کسی روغن کے ذریعہ اس آئینہ پر مرتسم کر دیا جائے تو یہ عکس جب تک رنگ و روغن

کے ذریعہ قائم اور پائدار نہیں تھا۔ اس وقت تک عکس تھا اس میں کوئی حرمت و ممانعت نہ تھی اور جب اس عکس کو رنگ روغن کے ذریعہ شیشہ پر مرتسم پائدار بنادیا تو اب یہی عکس تصویر بن گئی اس لئے اس کے وجود و زوال کے تابع نہیں رہتی۔ صاحب عکس یہاں سے چلا جاتا ہے مگر تصویر آئینہ پر قائم رہتی ہے۔

فوٹو کے جواز کی ایک دوسری وجہ | بعض حضرات نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا اور حدیث میں تصویر کشی کو حرام قرار دینے کی وجہ یہی بیان فرمائی ہے کہ تصویر سازی میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص صفت کی نقالی اور گویا ہمسری کا دعویٰ ہے اس لئے اس کا عذاب یہ ہوگا کہ اس کو اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالنے کے لئے کہا جائے گا جب وہ اس سے عاجز ہوگا تو عذاب دیا جائے گا۔

لیکن ذرا بھی غور سے کام لیں تو اعضاء کی حقیقی تخلیق و تکوین تو کوئی مصور بھی نہیں کرتا، اعضاء کی ظاہری سطح نقش کے ذریعہ بنادیتا ہے نہ اس میں رگیں پٹھے بنتے ہیں نہ ہڈی اور گوشت بنتا ہے۔ یہی ظاہری سطح کا نقش بنادینے ہی کا نام شریعت نے تصویر رکھا ہے جس کو حرام قرار دیا ہے تو فوٹو میں اعضاء کی سطح کو رنگ روغن کے ذریعہ قائم کردینے اور قلم سے رنگ بھر دینے میں کیا فرق ہے۔ حدیث کے الفاظ میں بھی اس کو تخلیق نہیں بلکہ مضاہات خلق اللہ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے یعنی تخلیق خداوندی کی مشابہت پیدا کرنا اور نقالی کرنا اس میں ظاہر ہے کہ وہ قلم کے ذریعہ کی جائے یا مشینوں کے ذریعہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں جس طرح لوہے پیتل وغیرہ کے تصویری مجسمات لوگ ہاتھ سے بناتے ہیں اسی طرح بعض سانچوں اور مشینوں کے ذریعہ بھی ڈھالے جاتے ہیں۔ اعضاء کی تخلیق و تکوین [illegible] ان سانچوں مشینوں میں بھی نہیں ہوتی مگر مشینیں تھوڑی دیر میں بہت سے بت بنادیتی ہیں کیا اس کو جائز کہا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ کسی صورت میں مقصد اعضاء کی تخلیق و تکوین نہ ہو تو وہ تصویر کشی جائز ہو جائے کیونکہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت

تصاویر کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں جو بیان کی گئی ہیں جو بیان احادیث کے بعد اوپر
لکھ دی گئی ہیں اگر کسی تصویر میں بالفرض ایک وجہ حرمت تصویر کی موجود نہ ہو تو اس
سے وہ تصویر حلال نہیں ہو جاتی کیونکہ دوسری وجوہ حرمت وہاں بھی موجود اور قائم ہیں
مثلاً اُن کو ذریعہ شرک ہونا اور رحمت کے فرشتوں کے داخلہ سے مانع ہونا وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ فوٹو گرافی کو تصویر سازی سے الگ کوئی چیز سمجھنا اور بذریعہ فوٹو
حاصل شدہ تصاویر کو تصاویر نہ کہنا ایک بدیہی غلطی اور کھلا نفس کا فریب ہے
جس میں بہت سے متدین حضرات اور بعض علماء تک مبتلا ہو گئے ہیں۔

اس جگہ مولانا ابوالکلام آزاد کا وہ خط یاد آگیا جو انھوں نے رانچی جیل سے اپنے
کسی خاص آدمی کو لکھا ہے جس میں اپنا فوٹو دینے سے یہ کہہ کر انکار کیا ہے کہ تصویر کھینچنا
کھنچوانا اور اس کا رکھنا سب حرام ہیں جس سے واضح ہوا کہ اس دنیا کے روشن خیال
حضرات بھی فوٹو کو تصویر کشی ہی قرار دیتے ہیں۔

عرب ممالک میں فوٹو کا رواج وبائی مرض کی طرح ہو چکا ہے لیکن وہاں بھی علماءِ
حق نے اس کی ممانعت و حرمت پر رسالے اور مقالے لکھے ہیں۔ ابھی حال میں نجد کے ایک
عالم شیخ عبدالرحمن بن فرہان کا ایک مستقل رسالہ حال میں نظر سے گزرا جس میں فوٹو کی
تصاویر کو حرام قرار دے کر دردمندانہ فریاد کی ہے کہ اگرچہ یہ بلا عام ہو چکی ہے مگر مسلمانوں
کو ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ خود بچیں دوسروں کو بچانے کی فکر کریں کسی گناہ کا عام رواج
پا جانا اس کو حلال نہیں کر دیتا بلکہ اور زیادہ خطرہ عذاب الٰہی کا اس سے ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی فہم سلیم اور اس پر عمل مستقیم کی توفیق عطا فرمائے
واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

— — —— — — —

احادیثِ رخصت جدید مصنفین کی نظر میں

احادیثِ حرمت منسوخ ہیں | بعض علماء نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی کی حدیث تصویر پردہ کے مختلف الفاظ اور ادراک اور دونوں میں بیان واقعہ کے کچھ کچھ فرق کو باہم ٹکرایا ہے کہ بس اضطراب کے ہوتے ہوئے اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہو سکتا اور جب کہ یہ معلوم ہے کہ روایات جس طرح حرمتِ تصویر کے لئے آئی ہیں ایسے ہی بعض روایات میں حلت کا بھی بیان ہے تو پھر یہ کیوں نہ کہا جائے کہ حرمت ابتدائے اسلام میں بوجہ تصاویر کے ذریعہ بت پرستی ہونے کی بنا پر تھی بعد میں جب یہ اندازہ ہو گیا کہ اب توحید مسلمانوں میں راسخ ہو چکی ہے شرک میں مبتلا ہونے کا احتمال نہیں رہا اس لئے اجازت دے دی گئی ہے۔

لیکن ان متواتر احادیث حرمت کے پورے ذخیرہ کو بغیر کسی قوی دلیل کے محض اپنے گمان اور تخیل سے منسوخ کہہ دینا علم کی شان سے بہت بعید ہے خصوصاً جب کہ تصاویر کی حرمت اور اس کے واقعات صحابہ و تابعین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری اور نافذ رہے ہوں اور جب کہ مرض وفات میں بھی آپ سے تصاویر پر وعید منقول ہے۔

اسی لئے جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تصاویر پہلی امتوں میں حرام نہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنات اُن کے لئے محرابیں اور تصاویر بنایا کرتے تھے اس کی تصریح قرآن میں موجود ہے اسی طرح ابتداءِ اسلام میں ایک وقت تک تصاویر کو حرام نہیں قرار دیا گیا جس کی مدت مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہجرت کے ابتدائی زمانہ تک بتلائی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بہت سی وہ چیزیں جو فی نفسہ مباح ہیں اس لئے جائز تھیں کہ خود ان میں کوئی خاص مفسدہ نہیں تھا مگر بعد میں وہ مفاسد کا ایسا ذریعہ بن گئیں کہ اس سے پوری اُمت گمراہ ہو گئی۔ شریعتِ اسلام چونکہ ابدی شریعت ہے اور نبوت

اور سلسلۂ وحی ختم ہو چکا ہے اس لئے جن افعال کے ذریعہ پچھلی اُمتوں میں گمراہی پھیلنے کا تجربہ ہو چکا تھا اگرچہ خود وہ کام حرام نہ تھے شریعت اسلام میں ایسے افعال کو بھی سدِّ ذرائع کے طور پر حرام کر دیا گیا ہے۔

تصاویر کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے کہ ان کی تعظیم و تکریم پچھلی اُمتوں کی گمراہی اور شرک بت پرستی میں ابتلاء کا سبب بن چکی تھی اس لئے اس اُمت مصطفویہ میں اس فعل ہی کو حرام کر دیا گیا۔

عورتوں کا بے پردہ پھرنا اپنی ذات میں کوئی گناہ نہ تھا مگر پچھلی اُمتوں میں اس کے ذریعہ سخت فواحش میں ابتلاء کا تجربہ ہو چکا تھا اس لئے اسلام نے عورتوں پر پردہ لازم کر دیا۔

اور اکثر ایسے مسائل میں اسلامی شریعت بھی ابتدائی زمانہ میں سابقہ شریعتوں کی طرح رہی بعد میں سدِّ ذرائع کے طور پر ایسی چیزوں کو بھی حرام قرار دے دیا جو اگرچہ اپنی ذات میں گناہ بھی نہ ہوں مگر گناہوں میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہوں شریعت اسلام میں اس کے نظائر بہت ہیں فقہاء نے سدِّ ذرائع کو ایک مستقل باب کی حیثیت سے لکھا ہے۔

اس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ ہجرت کے ابتدائی زمانہ تک اسلام میں بھی تصویر کی ممانعت نہ تھی بعد میں حرمت کے احکام آئے اس کی شہادت کے لئے یہی کافی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے جس مصور پردہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور اس کو پھاڑ ڈالا یہ واقعہ اکثر محدثین کے نزدیک غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ہوا ہے اور غزوہ تبوک سنہ ۹ ہجری کا واقعہ ہے اور مرض الوفات میں حضرت ام سلمہ وغیرہا کا کنیسہ ماریہ حبشہ کا ذکر کرنا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویر سازوں پر عذاب کا ذکر فرمانا مذکور ہے یہ سب کھلے شواہد ہیں کہ تصاویر کی اجازت کا تعلق ابتداء اسلام سے تھا اور ممانعت بعد میں آئی اگر اسی اصول سے کام لینا ہے کہ جو احکام بعد میں آئے ان کو پچھلے کا ناسخ قرار دے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ احادیث رخصت ہی منسوخ مانی جائیں اور کسی

طرح کی رخصت بھی تصویر کے متعلق نہ ہو مگر جمہور امت نے اس معاملہ میں ناسخ منسوخ کے
احکام جاری کرنے کے بجائے حرمت سے خاص خاص قسم کی تصاویر کو مستثنیٰ قرار دیدیا
ہے واللہ اعلم۔

تصاویر میں مشرکانہ اور غیر مشرکانہ کی تفریق

بعض علماء نے احادیث حرمت و اجازت دونوں میں تطبیق اس طرح دی کہ حرام و ممنوع صرف وہ تصاویر ہیں جو عبادت کے
پرستش کے کام میں آتی ہیں جیسے حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کی تصویر یا بتوں کی
تصاویر۔ باقی دوسری تصویریں جن میں عبادت و پرستش کا کوئی شائبہ نہیں وہ سب
جائز ہوں لیکن احادیث مذکورہ میں ذرا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جن
تصاویر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا اور ان پر ناراض ہوئے یہاں تک
خود اس پردے کو چاک کر دیا ان میں اس کا کوئی احتمال نہیں کہ پوجا پاٹ کی تصویریں ہوں
اگر ایسا ہوتا تو صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے حضرات صحابہ جن کے پاس یہ تصویریں دیکھ کر
ممانعت کی گئی وہ خود ہی ان سے پرہیز کرتے کیا کسی صحابی کے متعلق یہ گمان کیا جا سکتا
ہے کہ بتوں اور معبودات باطلہ کی تصویروں کو اپنے گھروں میں جگہ دیں گے۔ کلا واللہ۔

اور اگر بالفرض یہ تصویریں بھی ایسی ہی مشرکانہ تھیں تو گدا بنانے کے بعد بھی تصویر اس
میں موجود تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو استعمال فرماتے تھے تو کیا یہ مشرکانہ تصویر
کا استعمال نہیں ہوا؟

بات اس کے سوا کچھ نہیں کہ جو تصاویر صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا دوسرے صحابہ کے پاس دیکھ کر
اظہار ناراضی فرمایا گیا اور ان کو ممنوع قرار دیا وہ سب تصاویر محض زینت کے لئے تھیں
مشرکانہ تصاویر کا وہاں کوئی احتمال نہیں اس لئے یہ فرق کرنا کہ حرام صرف وہ تصویریں
ہوں جن کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے باقی سب جائز ہوں کسی طرح احادیث مذکورہ میں
اس کی گنجائش نہیں نکالی جا سکتی۔ البتہ جبرئیل نے اس کی خود تلقین کی کہ یا تو اس تصویر کا سر کاٹ دیجئے یا پھر
اس کو پامال گدے اور فرش کی صورت میں استعمال کیجئے اس سے اتنی بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ تصویروں
کا استعمال ان کے کٹ جانے کی صورت میں ایک گونہ اس کی تحقیر ہے اور تصویروں کی تعظیم کا ذریعہ

میں جو شرک و بت پرستی کا ذریعہ بنی ہے اس لئے مشرکین کی مشابہت کم از کم اس طرح کے استعمال میں ہو جاتی ہے اس مشابہت کا قطع کرنے کے لئے ان کو پامال کر کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی یہ کسی ایک حدیث کے ایک جملہ میں بھی نہیں کہ فلاں تصویر مشرکانہ تھی اس لئے اس کو حرام کیا گیا فلاں مشرکانہ نہیں تھی اس کی اجازت دے دی گئی۔ واقعہ جبرئیل میں بھی جبرئیل علیہ السلام نے یہ کہہ کر تصویر پر نکیر نہیں کیا کہ یہ مشرکانہ تصویر ہے اس لئے اس کو ہٹانا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا کہ فرشتے اس مکان میں نہیں جاتے جس میں مشرکانہ تصاویر ہوں۔

پھر معلوم نہیں کہ یہ مشرکانہ اور غیر مشرکانہ کی تفریق اور دونوں کے احکام میں فرق کتاب سنت اور شریعت اسلام کی طرف کس طرح منسوب کیا گیا ہاں ان تمام روایات سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ تصویر خواہ مشرکانہ ہو یا غیر مشرکانہ اس کا استعمال معلق پردے کی صورت میں یا بڑے تکئے پر کھڑے ہونے کی صورت میں حرام و ممنوع ہے لیکن جب اس کو پامال کر کے محل ذلت میں ڈال دیا جائے تو اس کی اجازت ہو جاتی ہے کیونکہ اس طرح کے استعمال میں تصویر کی عبادت کا کوئی احتمال نہیں رہتا اور تصویر کی پرستش کرنے والوں کے ساتھ مشابہت بھی نہیں رہتی۔

اور یہ بھی تو دیکھئے کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تصویر بنانے اور اس کے استعمال کرنے کی ممانعت کے لئے آئی ہیں اور جن کا ایک بڑا حصہ ذیل میں نقل کیا گیا ہے ان میں خود اس ممانعت اور حرمت کی جو وجوہ بیان ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) تصویر سازی میں اللہ جل شانہ کی مخصوص صفت تخلیق و تصویر کی مشابہت اور نقالی ہوتی ہے جو عملی طور پر حق تعالیٰ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ ہے۔

(۲) یہ کہ بت پرستی کا آغاز اس طرح ہوا کہ لوگوں نے اپنے بزرگوں کی تصاویر بطور یادگار رکھے اپنے مکانوں اور معبدوں میں آویزاں کیں تاکہ ان کو دیکھ کر ان ہی کی طرح عبادت کی توفیق ہو اور ایک زمانہ تک ایسا ہوتا بھی رہا مگر بعد میں آنے والی نسلوں نے اپنے باپ دادوں کو ان تصاویر کی تعظیم و تکریم کرتے دیکھا تھا وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمارے باپ دادے انھیں تصویروں کی پرستش کرتے تھے۔

آپ غور کریں کہ اس بنا پر حرمت میں تصویر کے مشرکانہ یا غیر مشرکانہ ہونے کا کیا دخل
صفت تخلیق میں رب العزت کے ساتھ ظاہری ہمسری کیا حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام
کی تصاویر بنانے میں ہوتا ہے وہ دوسری تصاویر اور مشابہات مخلوق اللہ سے نمایاں ہیں۔
اور کیا جس وقت عیسیٰ و مریم کی تصویر لوگوں نے بطور یادگار لگائی تھی اس وقت
یہ تصویریں معبود بنائی جاتی تھیں جن کو مشرکانہ کہا جا سکے یا اس وقت یہ تصویریں بھی جائز
اور غیر مشرکانہ تھیں مرور ایام کے بعد مشرکانہ بن گئیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تصویر کی حرمت و
جواز میں مشرکانہ اور غیر مشرکانہ کی تفریق قرآن و سنت اور عقل و قیاس کسی رو سے بھی
صحیح نہیں۔

ایک نامکمل روایت سے غلط استدلال

بعض علماء نے مسند ابو داؤد طیالسی کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں تصویریں بنی تھیں ایک شخص نے اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا نہیں تھا اس کے بعد فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس لئے اس کو منع فرمایا ہے کہ اس سے غرور و فخر پیدا ہوتا ہے اور بحمد اللہ ہم لوگ ایسے نہیں لیکن چونکہ ان بزرگوں کے نزدیک یہ بھی خلاف تقویٰ تھا اس لئے ابن عباسؓ نے حکم دیا کہ اس کی صورت بگاڑ دی جائے۔

اس روایت کو نقل کر کے بعض علماء نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ تصاویر کا استعمال ابن عباسؓ جیسے عظیم الشان صحابی بھی اپنے لباس میں کرتے تھے اور جب کسی نے اعتراض کیا تو عذر یہ بتایا کہ اس کی ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمائی تھی کہ اس کے استعمال میں تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے اور بحمد اللہ ہم اس مرض سے مامون ہیں اس لئے اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جب ابن عباسؓ اس میں مضائقہ نہ سمجھیں تو ان سے زیادہ متقی کون ہے جو اس کو حرام کہے۔

اور واقعہ یہ ہے کہ مسند ابو داؤد طیالسی میں یہ روایت بہت ہی ناقص اور نامکمل دی ہوئی ہے جس سے یہ مغالطہ پیدا ہوتا ہے۔ پورا واقعہ اس کا مسند احمد میں بروایت

شبہ پیش کرد

"مسور بن مخرمہؓ حضرت ابن عباس کی عیادت کے لئے ان کے گھر گئے۔ ابن
عباسؓ کسی درد میں مبتلا تھے۔ دیکھا تو وہ ایک ریشمی چادر اوڑھے ہوئے
تھے میں نے عرض کیا ابن عباسؓ یہ کپڑا کیسا ہے ابن عباسؓ نے پوچھا،
کیوں اس میں کیا بات ہے؟ تو مسور بن مخرمہؓ نے عرض کیا کہ یہ تو ریشمی کپڑا
ہے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ تو یہ عذر کیا کرو واللہ ما علمت بہ۔ خدا
کی قسم مجھے اس کی خبر نہیں ہوئی کہ یہ ریشمی کپڑا ہے اور پھر دوسری بات یہ
کہی کہ میرا گمان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صرف اس لئے
منع فرمایا ہے کہ اس سے تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے اور ہم بحمد اللہ اس تکبر و
غرور سے بری ہیں۔ پھر حضرت مسورؓ نے عرض کیا کہ آپ کی انگیٹھی یا چولھے
کے پاس تصاویر کیسی ہیں تو فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے ان
تصویروں کو جلا دیا ہے مسورؓ کو تو ابن عباسؓ نے یہ جواب دے کر رخصت
کر دیا مگر ان کے چلے جانے کے بعد لوگوں سے کہا کہ یہ کپڑا میرے پاس سے
ہٹا دو اور تصویروں کے سر قطع کر دو لوگوں نے عرض کیا کہ ابن عباسؓ
اگر آپ ان کے سر کاٹ کر خراب نہ کریں بلکہ اسی طرح بازار میں لے جا کر
فروخت کر دیں تو اچھی قیمت اٹھ جائے گی مگر ابن عباسؓ نے اس کو
پسند نہ فرمایا کہ تصاویر کے سر توڑ دیئے (مسند احمد مع فتح ربانی صفحہ ۲۲۲ جلد ۱۷)۔

معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں دو چیزیں زیر بحث تھیں ایک ریشمی کپڑا جس کا ابن عباسؓ
نے خود علم نہ ہونا بیان فرمایا اور یہی اصل عذر تھا کیونکہ ابن عباسؓ کی بینائی آخر عمر میں نہ
رہی تھی اس لئے ریشمی کپڑے کو دیکھا نہیں کسی نے دے دیا۔ آپ نے استعمال کر لیا
اور پھر اسی کے متعلق یہ عذر بھی پیش کیا کہ اس کی ممانعت غرور و تکبر کی وجہ سے کی گئی تھی
وہ ہم میں ہے نہیں اس لئے ہمارے واسطے گنجائش ہے۔ یہ ابن عباسؓ کا اپنا خیال
تھا مگر دوسری احادیث صحیحہ سے مردوں کے لئے ریشمی کپڑا استعمال کرنے کی حرمت مطلقاً

ثابت ہے اس لئے ترجیح اسی کو ہوگی۔

دوسرا موقع تصاویر کا تھا جو ان کی بیٹی اور بچوں کے لئے قریب رکھی تھیں ان کا پہلا عذر تو یہ بیان کیا کہ ہم نے ان کو آگ سے جلا رکھا ہے لیکن پھر ان دونوں اعذار پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ حضرت مسعود بن مخرمہؓ کے چلے جانے کے بعد یہ کپڑا بھی اپنے پاس سے ہٹا دیا اور تصویروں کے سر بھی کٹوا دیئے اور ان کو بعینہ رکھ کر فروخت کرنا بھی گوارا نہ کیا۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس ناقص روایت سے دیکھنے والے پر کیا اثر ہوتا ہے اور پورا واقعہ پوری روایت سننے والا اس سے اسی نتیجہ پر پہنچے گا جو جمہور فقہاء امت کا مسلک ہے۔

یہ مختصر سا بیان ان مغالطوں کا ہے جو اس زمانے کے بعض علماء نے مسئلہ تصویر کے جواز کے لئے پیش کئے ہیں۔ احقر ناکارہ نے جو روایات حدیث اور اقوال فقہاء اوپر جمع کر دیئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کو دیکھتے ہوئے کوئی مسلمان ان مغالطوں کا شکار نہ ہوگا۔ واللہ ولی التوفیق۔

تنبیہ: یہاں تک مسئلہ تصویر سے متعلق احادیث و روایات مع تشریحات کے آچکی ہیں اور ان پر پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا جواب بھی ایک حد تک ہوگیا ہے۔ مگر کم فرصت عوام جو صرف مسائل و احکام کے متلاشی ہوں مباحث میں الجھنا پسند نہ کریں ان کے لئے مذکور الصدر پورے رسالہ کا خلاصہ بنام احکام التصاویر علیحدہ لکھا جاتا ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

احکام تصاویر

اس باب میں دو چیزیں مستقل طور پر قابل بحث ہیں۔ ایک تصویر کشی، دوسرے استعمال تصویر۔ دونوں کے احکام کسی قدر تفصیل سے لکھے جاتے ہیں۔

تصویر کشی

اس بحث میں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ تصویر کشی صرف اسی کا نام نہیں کہ قلم سے تصویر بنائی جائے یا پتھر وغیرہ کا بت تراشا جائے بلکہ وہ تمام صورتیں تصویر کشی میں داخل ہیں جن کے ذریعہ تصویریں تیار ہوتی ہیں خواہ وہ آلات قدیمہ کے ذریعہ ہو یا آلات جدیدہ فوٹو گرافی اور طباعت وغیرہ سے کیونکہ آلات و ذرائع کی تخصیص ظاہر ہے کہ کسی کام میں مقصود نہیں ہوتی احکام کا تعلق اصل مقصد سے ہوتا ہے اس لئے جیسے قلم کے ذریعہ تصویر کشی ہے ایسے ہی طباعت اور آلات فوٹو گرافی کے ذریعہ تصویر سازی میں بلکہ بلا واسطہ ان کے تو کوئی تصویر بھی نہیں کھنچتی کیا قلم آلہ نہیں ہے؟ پھر آلات کے احکام مختلف ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ اس بیان سے مسائل ذیل مستفاد ہو گئے ہیں۔

مسئلہ۔ جیسے قلم سے تصویر کھینچنا ناجائز ہے ایسے ہی فوٹو سے تصویر بنانا یا پریس پر چھاپنا یا سانچہ اور مشین وغیرہ میں ڈھالنا یہ بھی ناجائز ہے۔

تصویر کشی میں ذی روح و غیر ذی روح کی تفصیل

غیر ذی روح سے مراد اس جگہ وہ چیزیں ہیں جن کو عرفاً بے جان کہا جاتا ہے کہ اگرچہ درحقیقت (کما الیہ ذہب اکثر العلماء) نباتات و جمادات سب میں روح اور ادراک موجود ہے اور عقلاً اور نقلاً یہی صحیح ہے لیکن درجہ اور مقدار کا تفاوت مشاہد و ناقابل انکار ہے۔ اسی تفاوت کی وجہ سے بعض چیزوں کا احساس و ادراک اور روح اس قدر

مخفی ہو گئی کہ عام نظریں اس کو محسوس نہیں کر سکتیں اور اسی بنا پر کائنات عالم کی تقسیم
بھی کی جاتی ہے کہ بعض جاندار ہیں اور بعض بے جان۔

شریعت غرّا کے احکام میں بھی اس تفاوت درجات و مراتب کا لحاظ کیا
گیا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام کائنات ذی روح وذی ادراک میں سے احکام شرائع کا
مخاطب صرف انسان اور جنات کو بنایا گیا جن میں یہ ادراک و روح سب سے زیادہ
کامل ہے ۔ دوسری مخلوقات میں اگرچہ بشہادت تجارب و مشاہدات عقل سے خالی
نہیں لیکن ان کی عقل اس درجہ کی کامل نہیں ہے کہ جس پر تکلیف شرائع کی بنیاد رکھی
جا سکے اسی طرح اگرچہ فی نفسہ روح سے کوئی چیز خالی نہیں مگر نباتات اور جمادات
میں وہ اس قدر کم اور مخفی ہے کہ ان کو غیر ذی روح سے تعبیر کرنا غلط نہیں یہاں تک
کہ بعض احکام شرعیہ میں اس فرق کی وجہ سے تفاوت ہو گئے۔ مثلاً مسئلہ زیر بحث میں صرف
حیوانات کو ذی روح قرار دے کر ان کی تصاویر کو ناجائز کہا گیا اور نباتات و جمادات
کو غیر ذی روح کے حکم میں رکھ کر ان کی تصویر بنانے کو جائز رکھا گیا اور یہ تفصیل خود
حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جیسا کہ حدیث ۱۲ میں جبرئیل علیہ
السلام کا واقعہ نیز حدیث میں حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ مفصل مذکور ہو چکا ہے۔ آئمہ
اربعہ اور جمہور فقہاء کا بھی اسی پر اتفاق ہے (تصریح بہ فی عمدۃ القاری والمحتار والبحر الرائق و
الہندیہ وغیرہا)۔

صرف حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں یہ مذہب ہے کہ پھل دار درخت کی تصویر
کو بھی ناجائز فرماتے ہیں مگر جمہور کے نزدیک یہ صحیح نہیں (نقل فی عمدۃ القاری کرہ
مجاهد تصوير الشجرة المثمرة عمدۃ القاری بحر ص۱۱ ج ۲)

مسئلہ ۔ وہ چیزیں جو غیر ذی روح نباتات یا جمادات میں سے ہیں لیکن ان
کی عبادت کی جاتی ہے جیسے شمس و قمر اور ہندوستان میں پیپل کا درخت اور دریائے
گنگا وغیرہ۔ ان کی تصویر بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے علامہ
شامی ردالمحتار میں اس کو جائز قرار دیتے ہیں اور شیخ ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں

ما عظم بالباطل من مکان او زمان او حجر او شجر او بنیۃ یجب قصد اھانتہ کما تھان الاوثان المعبودۃ (فتاوی ابن تیمیہ صفحہ ج ۲)

تصویر کشی میں قصداً اور تبعاً کا فرق

بیان مذکور سے ثابت ہوا کہ ذی روح کی تصویر بنانا مطلقاً ناجائز ہے خواہ قلم سے ہو یا آلات فوٹو و پریس وغیرہ سے۔ لیکن ان آلات جدیدہ کے بارہ میں اس جگہ ایک نیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ذی روح کی تصویر بنانا کبھی تو بالقصد و بالاختیار ہوتا ہے اور کبھی بلا قصد یا تبعاً بھی ان آلات میں ذی روح کی تصویر آجاتی ہے۔ مثلاً کسی مکان یا باغ یا بازار یا محاذ جنگ وغیرہ کا فوٹو لینا ہے اور وہاں پر کثرت آمد و رفت کی بنا پر تمام انسانوں اور جانوروں کو علیحدہ کرنا اختیار میں نہیں ہوتا تو مکان یا بازار کی تصویر کے ذیل میں تبعاً کچھ انسانوں اور جانوروں کی تصویر بھی آجاتی ہے یا کسی نے احتیاط بھی کی اور سب کو علیحدہ بھی کر دیا یا ایسے وقت فوٹو لیا جب کہ کوئی ذی روح سامنے نہ تھا لیکن عین فوٹو لیتے وقت کوئی انسان یا جانور سامنے آگیا تو اس صورت میں بھی ذی روح کی تصویر بلا قصد و ارادہ تبعاً کھنچ جاتی ہے تو کیا یہ بھی ناجائز ہوگا یا اس میں شرعاً کوئی سہولت کی جاوے گی۔

کتب حنفیہ میں باوجود پوری تلاش و تفتیش کے خاص اس بارہ میں کوئی جزئیہ نہیں ملا لیکن قواعد کلیہ سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ (کما یستفاد من القاعدۃ الثالثۃ من الاشباہ والنظائر من قولہ: الامور بمقاصدھا وغیرہ لما نقلنا عن عدۃ من الجزئیات الفقہیۃ) اور سیدی حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جواز بایں معنی ہے کہ تصویر کشی کا گناہ نہ ہوگا لیکن بحکم حدیث ولا تمثالا الا طمستہ اس کا ابقاء جائز نہ ہوگا۔

بچوں کے کھلونے اور گڑیاں بنانے کا حکم

اس میں اختلاف ہے بعض حضرات نے عام تصاویر کی طرح ان کو بھی مطلقاً ممنوع

قرار دیا ہے اور بعض نے یہ تفصیل کی ہے کہ چھوٹی لڑکیوں کے لئے اس شرط پر جائز ہے کہ گڑیا کی تصویر نہ ہو اور بڑی لڑکیوں کے لئے مطلقاً ناجائز ہے اور اسی طرح جس میں تصویر کا نشان ہو وہ بھی مطلقاً ناجائز ہے۔ کما صرح فی بلوغ القصد والمرام نحو نصاد و بیتین فی مذهب مالک وکون الثانی صحته عند المالکیة وفیه عن الثوری یجوز صنع ربیعی اللعب وشبیها دات فی ذلک تدریب ام النساء من صغرهن علی تربیة الاولاد -

ناقص تصویر بنانے کا حکم

کتب حنفیہ میں غیر مکمل اور ناقص تصویر کے استعمال کرنے اور گھر میں رکھنے کے متعلق تو احکام مفصل مذکور ہیں لیکن اس کے بنانے اور کھینچنے کے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ملتا البتہ روایات حدیث کی تصریحات اور عام کتب حنفیہ کی عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقص تصویر جس میں سر نہ ہو تصویر کے حکم میں نہیں رہتی بلکہ نقوش اور بیل بوٹوں کے حکم میں ہو جاتی ہے اور اسی بنا پر اس کے استعمال کی اجازت سب کتب مذہب میں بلا خوف مصرح ہے۔ اس سے ظاہر یہی ہے کہ اس تصویر کے بنانے کا بھی وہی حکم ہوگا جو بیل بوٹے اور عام نباتات کی تصویر بنانے کا ہے یعنی جیسے وہ جائز ہیں یہ بھی جائز ہوں گی لدلالة بعض نصوص الحدیث :-

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حدیث جو بروایت حضرت ابوہریرہؓ ص ۲۲ پر بحوالہ ابوداؤد و نسائی و ترمذی گذر چکی ہے اس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔

فمُر برأس التماثیل الذی فی البیت یقطع فیصیر کہیئة الشجرة	اب حکم دیجئے کہ تصاویر جو گھر میں ہیں ان کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ درخت کی طرح ہو جائیں گی۔

اور فقہ حنفی کی نہایت معتمد اور مشہور کتاب بدائع میں ہے: فان کانت مقطوعة الرؤس فلا بأس بالصلوة فیه لانها بالقطع خرجت من ان تکون تماثیل والتحقت بالنقوش والدلیل علیه ما روی من محو وجه الطیر الذی کان فی ترسه علیه السلام

(بدائع مکروهات الصلوة ص ۱۱۶ ج ۱)

اور بحر الرائق کی اسی بحث میں ہے او مقطوع الرأس ای سواء کانت ممحو الرأس
او کان لہا راس ممحی (بحر ص ۳۲ ج ۲)۔

سر کٹی ہوئی تصویر کا بنانا

عبارات مذکورہ میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں کہ سر کٹی ہوئی تصویروں کا بنانا بھی جائز ہے لیکن جس علت کی بنا پر ان کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے اور وہ علت خود حدیث میں منصوص ہے اس کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی تصویر کا بنانا بھی جائز ہو۔ مذہب مالکیہ میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی ناقص تصویریں اور ان کے وہ اعضاء جو ذی روح کے لئے مدار حیات نہ ہوں۔ مثلاً ہاتھ پیر یا آنکھ، ناک وغیرہ ان کی تصویر بنانا بھی جائز ہے جیسا کہ شیخ الاسلام جعفر کتانی مالکی نے اپنے رسالہ بلوغ القصد والمرام ببیان بعض ما تفرعته [illegible] صنعة الکرام میں ایک طویل تحقیق کے ذیل میں لکھا ہے فان قیل قد ذکرت لنا ما یمنع دخول الملائکة من الصور ولم تذکر حکم اتخاذها ولا اقدام علی استعمالها (الی قوله) فالمتوی (الی ان قال) ولو فقد القید الثانی بان کانت غیر کاملة الاعضاء الظاهرة التی لا یعیش الحیوان بدونها کما لو کانت مقطوعة الرأس او النصف جاز ذلک لذهاب الصورة الحقیقیة شرعاً وزوال هیئتها المحرمة وفی حاشیة الشیخ احمد الزرقانی علی المختصر عند قوله فی الولیمة وصور علی کجدار بعد ان نقل ما یأتی عن صاحب التوضیح من التفصیل فی الصور ما نصه والتحریم انما هو فی الصور الکاملة وما نقص منها بعض الصورة کالید والرجل کالصورة التامة لان النظر النص علی اباحة اتخاذ بعض الصورة اذا کان فیه ثقب لیجعل فیه عود والوجه منها الا ما استقر فیه الحیوة وهو ظاهر (بلوغ القصد ص ۳۳)

اور ایسے مسائل میں جن کا حکم اپنے مذہب میں منصوص نہ ہو دوسرے ائمہ مجتہدین

ـــه اس مثال سے [illegible] اس طرح پایا جاتا ہے کہ نصف اعلیٰ یا چہرہ اور سر کی تنہا تصویر بنانا ان کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے جیسا کہ علامہ شامی نے مختلف مواضع میں اس کی تصریح فرمائی ہے بالخصوص مذہب مالکیہ تو مذہب حنفی کی ساتھ بہت زیادہ ملتا جلتا اور قریب ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ ناقص تصویر جس کا سر نہ ہو اس کا بنانا جائز ہے خواہ ہاتھ پاؤں یا صرف آنکھ ناک وغیرہ اعضاء کی تصویر ہو یا علاوہ سر کے اور باقی سب بدن کی تصویر ہو۔

صرف چہرہ کی یا نصف اعلیٰ کی تصویر

جیسا کہ پاسپورٹ وغیرہ کے فوٹو میں استعمال کی جاتی ہے جس کو انگریزی میں ہاف ٹرن یا بسٹ کہتے ہیں اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس کا بنانا اور استعمال کرنا سب ناجائز ہیں بجز ان خاص صورتوں کے جن کا استثناء احادیث مذکورہ میں آچکا ہے اور آئندہ اس کی تفصیل آنے والی ہے دلائل اس کے حسب ذیل ہیں۔

معانی الآثار طحاوی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

الصورة الرأس فكل شيء ليس له رأس فليس بصورة — تصویر سر کا نام ہے جس چیز میں سر نہ ہو وہ تصویر نہیں۔

(معانی الآثار ص۳۶۶ ج ۲)

اور شیخ علی متقی ہندی کی مشہور کتاب کنز العمال میں معجم اسماعیلی کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کے یہ الفاظ روایت کئے ہیں۔

الصورة الرأس فإذا قطع الرأس فلا صورة (کنز ص...) — تصویر سر کا نام ہے، جب سر قطع کر دیا گیا تو تصویر نہیں رہتی۔

اور علامہ زبیدی نے احیاء العلوم کی شرح میں سند کے ساتھ حضرت عکرمہؒ تابعی

ـه كما في رد المحتار رسم باب الرجعة فصل في التحليل ذكر الفقيه ابو الليث في تأسيس النظائر انه اذا لم يوجد في مذهب الامام قول في المسئلة يرجع الى مذهب مالك لانه اقرب المذاهب اليه (شامی ص... ج ۲)

یہی قول ہے:

حدثنا احمد بن الحجاج قال قلت لابی عبد اللہ الیس الصورۃ اذا کان یدا و رجل فقال عکرمۃ کل شیء له راس فهو صورۃ
([illegible] ص ۵۹ ج ۱۰)

احمد بن حجاج کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ کیا وہ تصویر نہیں جس میں ہاتھ پیر ہوں، انہوں نے کہا حضرت عکرمہ نے فرمایا ہے کہ جس تصویر میں سر موجود ہو وہ تصویر ہے۔

امام حدیث و فقہ حنفیؒ نے فرمایا کہ

المراد من الصورۃ التی فیها الروح مما لم یقطع رأسه او یمتهن
(عمدۃ القاری ص [illegible] ج ۱۰)

مراد تصویر سے ذی روح چیزوں کی تصویر جن میں سر موجود ہو جب کہ اس کا سر کاٹ دیا گیا ہو یا پامال ذلیل کر کے استعمال نہ کیا گیا ہو۔

اور بدائع الصنائع میں ہے:

ان لم یکن مقطوع الرأس فتکره الصلاۃ فیه (بدائع ج [illegible] ص ۱۱۵)

اگر مقطوع الرأس نہ ہو تو نماز اس میں مکروہ ہوگی۔

اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا کہ

ونقل الرافعی عن الجمهور ان الصورۃ اذا قطع رأسها ارتفع المانع
(فتح الباری ص ۳۲۲ ج ۱۰)

رافعی نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ تصویر کا جب سر کاٹ دیا جاتا ہے تو مانع رفع ہو جاتا ہے یعنی ممانعت نہیں رہتی۔

اور خود جبرئیل امین کی حدیث مذکور جامع میں مرفوعاً مذکور ہے کہ استعمال تصویر کی اجازت بغیر سر قطع کئے ہوئے نہیں۔ یا پھر اس کو کسی پامال فرش وغیرہ میں استعمال کیا جائے۔

اور مذکور الصدر احادیث میں حدیث ۱۲ میں ابن جوزی جیسے ناقد محدث کے حوالہ سے یہ روایت آچکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں دنبہ کے سر کی تصویر بنی ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے

ناگواری تھی اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ظاہر فرمایا کہ وہ تصویر خود بخود مٹ گئی۔

مذکورۃ الصدر تمام روایات مرفوعہ و آثار صحابہ سے ثابت ہوا کہ صرف چہرہ یا سر کی تصویر یا ایسی ناقص تصویر جس میں سر موجود ہو، بنانا بھی حرام ہے اور اس کا استعمال بھی ناجائز ہے بجز ان خاص صورتوں کے جن کی اجازت بطور استثناء آگے آنے والی ہے۔ جیسے پاسپورٹ کی تصویر وغیرہ۔

بعض فتاویٰ میں بحوالہ حاشیہ در مختار جلد ثالث یہ الفاظ مذکور ہیں۔

ویحرم صنعه ای تصویر وجه انسان بلا بدن

حرام ہے کہ کسی انسان کے صرف چہرہ کی تصویر بغیر باقی بدن کے بنائے۔

اور فتح الباری میں جو ایک جگہ یہ فرمایا ہے :

وفی هذا الحدیث ترجیح قول من ذهب الی ان الصورة التی تمنع الملائکة التی تکون باقیة علی هیئتها مرتفعة غیر ممتهنة فاما لو کانت ممتهنة او غیر ممتهنة لکنها قد غیرت عن هیئتها اما بقطعها من نصفها او بقطع رأسها فلا امتناع (فتح الباری ص ۳۲۲ ج ۱۰)

اس حدیث میں ان علماء کے قول کی ترجیح ...... معلوم ہوتی ہے جنہوں نے فرمایا کہ وہ تصویر جو فرشتوں کے آنے سے مانع ہے وہ ایسی تصویر ہے جو اپنی ہیئت و صورت پر باقی اور تعظیم کے ساتھ رکھی ہوئی ہو لیکن اگر وہ پامال اور ذلیل ہو یا پامال نہ ہو تو اس کی ہیئت بدل دی گئی ہو خواہ اس کا سر کاٹ کر یا اس کا نصف دھڑ کاٹ کر۔

اس میں نصف سے قطع کرنے کی مراد نصف اعلیٰ کا قطع کرنا ہے جیسا کہ اس سے پہلے قطع راس کا بالتخصیص ذکر کرنا اس کا قرینہ ہے اور یہ قرینہ اس کا متقاضی بھی ہے کہ نصف سے مراد نصف اعلیٰ قرار دیا جائے۔

دور حاضر کے بعض علماء نے اس عبارت سے نصف دھڑ کی تصویر بنانے کے جواز پر جو استدلال کیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ واللہ اعلم۔

٭ ٭ ٭

پاسپورٹ کی ضرورت کے لئے فوٹو کھنچوانا

بعض ممالک بعیدہ کے سفر کے لئے عام حکومتوں کی طرف سے مسافر کو مجبور کیا جاتا ہے کہ پاسپورٹ حاصل کرے اور اپنا فوٹو کھنچوائے اگر یہ سفر کسی ضرورت شرعی کے لئے یا معاش کی شدید ضرورت کے لئے ہو تو بوجہ اضطرار کے فوٹو کھنچوانا جائز ہے لما فی شرح السیر الکبیر وان تحققت الحاجۃ الی استعمال السلاح الذی فیہ تمثال فلاباس باستعمالہ لان مواضع الضرورۃ مستثناۃ من الحرمۃ کما فی تناول المیتۃ اگر غور سے دیکھا جائے تو جن چیزوں کو شریعت نے حرام کیا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کے لئے انسان اپنی معاشی زندگی میں حقیقی طور پر مجبور و مضطر ہو محض سہولت دیکھ کر فوٹو کی تجویز حکومتوں نے کر لی ہے ورنہ جب دنیا میں فوٹو ایجاد نہ ہوا تھا اس وقت کیا دنیا کے کاروبار نہ چلتے تھے، ذرا غور کریں تو غور کرنے سے ثابت ہوگا کہ وہ اس فوٹو کے زمانہ میں جتنا زیادہ ہو گیا ہے سادگی کے زمانہ میں اس کا کوئی بڑا نقصان نہیں تھا خصوصاً عورتوں کے فوٹو دینے کو مسلمانوں نے اپنی دینی غیرت کا مسئلہ بنایا اور انگریز کی لادینی حکومت کو بھی عام مسلمانوں کے احتجاج پر عورتوں کے پاسپورٹ فوٹو سے مستثنیٰ کر دیئے گئے۔

مگر جب سے زمام کار خود مغرب زدہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آئی ہے وہ ہر چیز ہر کام میں فوٹو کی پابندیاں بڑھاتی جا رہی ہے۔ حال میں معلوم ہوا ہے کہ موجودہ حکومت نے ہر شہری پر ایک شناختی کارڈ رکھنے کی پابندی لگا دی ہے جس میں اس کو اپنا فوٹو بھی رکھنا ہوگا۔ اس سے نہ عورتیں مستثنیٰ ہیں نہ کوئی عالم یا پیر فقیر۔ وجہ یہ ہے کہ خود والیان دینی اقتدار کی اہمیت نہ رہی اور نہ رائے عامہ کی مخالفت کا خطرہ نہ رہا اور آج کل ارباب اقتدار کا مدار رائے عامہ ہی ہے اسی کی طرف جھکتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تصویر کھینچنا کھنچوانا مطلقاً حرام ہے بغیر اضطرار و مجبوری کے جائز نہیں جہاں اضطرار ہو اس کے ازالہ کی کوشش بھی ضروری ہے کوشش ناکام ہو

جائے جب اضطرار کیا جائے گا۔

تنبیہ

خلاصہ کلام دربارہ تصویر کشی یہ ہے کہ چہرہ کے سوا باقی اعضاء بدن ہاتھ پیر آنکھ ناک وغیرہ کی تصویر بنانا جائز ہے اور محض سر کی یا نصف اعلیٰ کی تصویر بنانا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں۔

البتہ پاسپورٹ وغیرہ کی شدید ضرورت کے لئے اس کے کھنچوانے کی گنجائش ہے۔
اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ باوجود تصویر کے اس قدر عموم و شیوع کے کہ آج کل وہ معیشت کا رکن بن گئی ہے لیکن دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے بھی کوئی انسانی ضرورت جو واقع میں ضرورت ہو اس کی وجہ سے بند نہیں ہوتی۔

استعمال تصاویر

وہ تصویریں جن کا استعمال شرعاً جائز ہے

گذر چکا ہے کہ بجز ناقص اعضائی تصویر کے اور کسی قسم کی تصویر کھینچنا جائز نہیں خواہ چھوٹی ہو یا بڑی محل اعزاز میں ہو یا ذلت کی جگہ لیکن تصویر کے گھر میں رکھنے اور استعمال کرنے میں کسی قدر تفصیل ہے یہ بات تو اوپر چند مرتبہ معلوم ہو چکی ہے کہ غیر ذی روح جیسے درخت مکان وغیرہ ان کی تصویر بنانا اور اس کا استعمال کرنا مطلقاً جائز ہے جاندار کی تصویر کو استعمال کرنے میں تفصیل ہے اور اس کی چند قسموں کا استعمال شریعت مطہرہ نے جائز رکھا ہے جن کی تفصیل یہ ہے

بہت چھوٹی تصویریں

جو تصویریں اس قدر چھوٹی ہوں کہ اگر وہ زمین پر رکھی ہوں اور کوئی متوسط بینائی والا آدمی کھڑا ہو کر دیکھے تو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے ایسی تصویر کا گھر میں رکھنا

اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے جیسا کہ حدیث ۲۵، ۲۱ میں گذر چکا ہے کہ بعض صحابہ کے جوتوں پر اور بعض کی انگشتری پر تصویر تھی چھوٹی تصویر کی تعریف میں جو قول ہم نے نقل کیا ہے یہ زیادہ جامع ہے اور تعیین و تحدید اس طرح سہل ہو جاتا ہے ورنہ اس کے علاوہ چھوٹی کی تحدید میں اور بھی اقوال ہیں۔

ساق الدر المختار او کانت صغیرة لا تتبین تفاصیل اعضائها للناظر قائما وهی علی الارض ذکره الحلبی۔ قال الشامی هذا اضبط لما فی القهستانی حیث قال بحیث لا تبدو للناظر الا بتبصر بلیغ کما فی الکرمانی ولکن فی الخزانة ان کانت الصورة مقدار طیر یکره وان کانت اصغر فلا یکره (شامی مکروهات الصلوٰة ص ۴۰۶ ج ۱) و مثله فی حاشیة الطحطاوی علی الدرر فی شرح المنیة فی هذا الباب وکذا لو کان علی خاتمه رای لا باس به۔

پامال و ممتہن تصویریں

جو تصاویر کسی ایسی چیز یا ایسی جگہ میں بنی ہوئی ہوں کہ وہ عادۃً پامال اور ذلیل سمجھی جاتی ہیں مثلاً پامال فرش یا بستر میں یا بیٹھنے کے گدے تکئے وکرسی وغیرہ میں یا جوتے کے تلے میں یا برتنوں کے نیچے تلی میں ہو تو ان کا گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے جیسا کہ باب اول میں احادیث رخصت کے ذیل میں متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصور پردہ کو پھاڑ کر بیٹھنے کے لئے گدا بنا لیا تھا اور اس پر تشریف فرما ہوتے تھے حالانکہ اس میں تصویر موجود تھی۔ (از فتح القدیر بحوالہ المسند احمد) و مثله فی خلاصة الفتاوی حیث قال ثم الخشبة او کان علی وسادة لا باس باستعمالها وان کان یکره اتخاذها۔ لکن لا یسجد علی الصورة (خلاصه ص ۵۸) و مثله فی رد المحتار عن البحر (شامی ج ۱):

مسئلہ: لیکن جو فرش کہ اس کا استعمال نہ ہو مثلاً مصلی وغیرہ تو اس میں تصویر رکھنا جائز نہیں لما فی الهدایة وفی المصفی اطلق الکراهة فی المبسوط لان المصلی معظم۔

مسئلہ: اسی طرح اگر مقصود رنگنے ہوئے بڑے بڑے پھول جن پر بنی ہوئی تصویر کھڑی نظر

آئے تو ان کا استعمال بھی ناجائز ہے کما فی البحر الرائق ص ۱۲۹ ج ۲ من مکروہات الصلوٰۃ واما اذا کانت الصورۃ علی البسط واو سائد الصغار و ھی تداس بالارجل لا تکرہ لما فیہ من اہانتہا و مثلہ فی الشامیۃ صفحہ ۴۳۷ مطبوعہ استنبول۔

مسئلہ۔ برتنوں میں جو تصویریں ہیں سر کے سوا کسی جگہ ہوں وہ پامال ہونے کے حکم میں نہیں اس لئے اگر وہ بڑی تصویریں ہوں تو ان برتنوں کا استعمال بھی جائز نہیں کما فی بلوغ القصد والمرام الصور فی الاوانی لیست بممتہنۃ (صفحہ ۱۰۰)

بچوں کی گڑیاں

بچوں کی گڑیاں اور چھوٹے کھلونے اگر مجسم ہوں تو ان کی خرید و فروخت اور بچوں کا کھیلنا ان سے جائز ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے واقعہ مذکورہ حدیث ۲۳ سے ثابت ہو چکا ہے اس میں فقہاء کے اختلاف کی تفصیل اوپر آ چکی ہے حنفیہ کی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے لئے اس کی اجازت دی گئی ہے لیکن ظاہر اور اکثر حضرات کے نزدیک ان کا بھی عدم جواز ہی راجح ہے۔ فی متفرقات البیوع من الدر المختار فی آخر حظر المجتبیٰ عن ابی یوسف یجوز بیع اللعبۃ وان یلعب بہا الصبیان انتہیٰ قال الشامی و فی فتیۃ ابی یوسف لا تدل علی ان الامام یخالفہ لاحتمال ان لا یکون فی المسئلۃ قول لہ شامی استنبولی ص ۲۹۰ ج ۴ وفی حلبی مکروہات الصلوٰۃ ص ۳۰۸ ج ۱۔

مسئلہ۔ مٹی کی تصویریں یا ایسی مورتیں جو باقی رہنے والی نہیں اسی طرح مٹھائی یا دوسری کھانے کی چیزیں اگر بشکل تصویر بنائی گئی ہوں تو ان کا استعمال اور خرید و فروخت بھی بچوں کے عام کھلونے اور گڑیوں کی طرح جائز ہوگا یا نہیں کتب حنفیہ میں اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں آئی اور بلوغ القصد والمرام میں فتح الباری سے اس بارہ میں اختلاف اقوال نقل کرنے کے بعد عدم جواز کی ترجیح نقل کی ہے اس لئے یہ سب تصویریں ناجائز الاستعمال ہیں (بلوغ القصد صفحہ ۱۰۱)

وہ تصویریں جو کسی چیز میں پوشیدہ ہوں

تصویریں اگر کسی غلاف یا تھیلی وغیرہ میں پوشیدہ ہوں یا کسی ڈبہ وغیرہ میں بند ہوں تو اس تھیلی یا ڈبہ وغیرہ کا گھر میں رکھنا جائز ہے اور ملائکہ رحمت کے دخول سے مانع نہیں اگرچہ بنانا اور خریدنا ان کا بھی ناجائز ہے لمسائل مکروہات الصلوٰۃ من رد المحتار عن البحر اذا کان فوق الثوب الذی فیہ صورۃ ثوب ساتر لہ فلا تکرہ الصلوٰۃ فیہ لاستتارہا بالثوب رشامی ج۱ ص۴۳۷ وفیہ ایضا وفی السراج اما مکۃ من فی یدہ تصاویر لا تکرہ لانہا مستورۃ بالثیاب لا تستبین فصارت کصورۃ نقش خاتم اھ یعنی جس شخص کے بدن پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو مگر کپڑوں میں مستور ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔

عبارت مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن تصاویر کے استعمال کو جائز لکھا گیا ہے اَولیٰ اور افضل یہی ہے کہ ان سے بھی تا بمقدور اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ: عبارات مرقومہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر تصویریں کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار کے اوراق میں مستور ہوں تو ان کا گھر میں رکھنا بھی جائز ہے رہا یہ امر کہ ایسی کتاب اور رسالہ کا دیکھنا بھی جائز ہے یا نہیں اس کا حکم آگے آتا ہے۔

تصویر سازی اور فوٹو گرافی کی اُجرت

جاندار کی تصویر بنانے اور فوٹو لینے کی اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں لقولہم لو استاجر مصورا فلا اجر لہ لکون عملہ معصیۃ کذا عن محمد رح اھ وفی اجارۃ العالمگیریۃ اجرۃ التصویر تجب اذا کان للصباغ من النقش والا فلا درمختار عالمگیری

مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس پریس میں جاندار چیزوں کی تصاویر چھپتی ہوں اس کی ملازمت بھی طباعت کے کام میں جائز نہیں البتہ صاحب عیال اور صاحب حاجت

عہ کیونکہ حسب تصریح عبارت سراج پوشیدہ تصاویر کی بھی لی تصاویر کے حکم میں ہیں ۱۲ منہ

رشدؒ ما نصہ وبنی عمن شئ من هذه الصور لا يجوز بيعها ولا التجارة بها وان يجب
ان يمنعوا من ذلك ويوجع ضربا وفيه تبين ذلك في توجيه قول مالكؒ بهذا
محمول على ان لا كتاب بها وتعزيه ذوي بالصور دالت عن قولي بيع ذلك ويوجع ضربا،
وما في متفرقات البيوع من الدر المختار صـ ج ۴ ما نصه اشترى ثورا او فرسا
من خزف لاجل استئناس الصبي لا يصح ولا قيمة له فلا يضمن متلفه وقيل
بخلافه يصح ويضمن قنية وفي آخر حظر المجتبى عن ابي يوسفؒ يجوز بيع اللعبة
وان يلعب بها الصبيان رد المختار قال الشامي ونسبته الى ابي يوسف تدل على
ان الامام يخالفه لاحتمال انه لا يكون في المسئلة قولان -

تصاویر کے دیکھنے کا حکم

جن تصاویر کا بنانا اور گھر میں رکھنا ناجائز ہے ان کا ارادہ اور قصد کے ساتھ دیکھنا بھی ناجائز ہے البتہ تبعاً بلا قصد نظر پڑ جائیں تو مضائقہ نہیں جیسے کوئی اخبار یا کتاب جو مصور ہے بقصد اس کا مضمون دیکھتا ہے بلا ارادہ تصویر بھی سامنے آجاتی ہے اس کا مضائقہ نہیں۔

وهذا كله مصرح في مذهب المالكية ومن يدعي انه مذهب - ونصه عن المالكية ما ذكره العلامة الدردير في شرحه على مختصر الخليل حيث قال يحرم تصوير حيوان عاقل او غيره اذا كان كامل الاعضاء اذا كان يدوم وكذا ان لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر اليه اذ النظر الى المحرم حرام اه از تبليغ القصد والمرام صـ ۲۱ ،

مسئلہ ۔ اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سینما کا دیکھنا اگر دوسری خرابیوں سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس کی ممانعت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اس میں تصاویر دکھلائی جاتی ہیں پھر جب حالات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اس سے بھی زیادہ بہت سے منکرات و محرمات خود عمل میں آتے ہیں اور بہت سے معاصی کیلئے

اس کو دیکھنا سبب قریب بنتا ہے اس لئے اس تماشے کا دیکھنا اور دکھانا سب ناجائز ہے اس کی خرابیوں کی پوری تفصیل اور اس کے مہلک نتائج کو سیدی و سندی حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ علامہ تھانوی دامت برکاتہم نے ایک مستقل رسالہ تصحیح الحلم فی تقبیح التمثیل میں تحریر فرمادی ہے یہ رسالہ بغرض اتمام فائدہ اس رسالہ کے آخر میں بطور ضمیمہ لگادیا گیا ہے۔

جس مکان میں تصاویر ہوں اس میں داخل ہونا

آثار صحابہ اس بارہ میں مختلف ہیں مگر عام طور پر حضرات صحابہ سے منقول ہے کہ وہ جب کسی ایسے گھر میں پہنچے جس میں تصاویر ہوں تو اندر داخل نہیں ہوتے بلکہ واپس چلے آتے جیسا کہ روایت حدیث مذکورہ میں بعض ایسے واقعات و آثار نقل کئے گئے ہیں اس لئے مذہب جمہور فقہاء و مجتہدین کا اس بارہ میں یہی ہے کہ ایسے مکان اور خیمہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز نہیں جس میں تصاویر مستورہ موجود ہوں لما فی رد المحتار یکرہ الدخول الی بیت فیہ صورۃ علی سقفہ او حیطانہ او علی الستور والازر و الوسائد العظام (الی قولہ) وکذا لفظ التعلیق تنقلب الصورۃ الاخذ علی الجدار و وضع الوسائد العظام علیہ مکروہ (شامی مکروہات صلوٰۃ) قال الحافظ البیت اعم من الخیمۃ والبندقۃ اذ فی بلوغ النصب ص ۳ و مثلہ فی البدائع ص ۱۲۲ ج ۱

مسئلہ۔ تصویر والے مکان میں اگر کوئی مریض ہو اور اس کی عیادت کرنے کے لئے بھی بلا ضرورت کے وہاں جانا جائز نہیں کما ثبت من آثار الصحابۃ وھو ناصر ج فی البلوغ حیث قال عیادۃ مریض فی بیتہ صور (بلوغ ص ۲) اور مستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابہ میں مذکور ہے کہ ایک گاؤں والا دہقان حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ کو دیکھا تو سجدہ میں گر گیا فاروق اعظم نے فرمایا یہ کیسا ہے تو اس نے کہا کہ ہم بادشاہوں کی تعظیم اسی طرح کیا کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ سجدہ صرف اپنے اس رب کو کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر اس نے عرض کیا کہ ہم نے

مسئلہ: جس مکان میں منقوش تصویریں لگی ہوں یا معلق ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر تصویریں قدموں کے نیچے ہوں تو اگر سجدہ تصویر پر نہ کیا گیا تو بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے اور بعض اس کو بھی مکروہ فرماتے ہیں (ہدایہ و شامی ص [illegible])

مسئلہ: تصویر کے تحت القدم ہونے کے علاوہ سب صورتوں میں نماز مکروہ ہے لیکن کراہت کے درجات مختلف ہیں سب سے زیادہ سخت کراہت اس تصویر میں ہے جو نمازی کے سامنے جانب قبلہ میں ہو پھر وہ جو نمازی کے سر پر معلق ہو پھر وہ جو اس کے داہنے ہو پھر وہ جو بائیں جانب ہو اور سب سے کم کراہت اس میں ہے کہ نمازی کے پیچھے کسی دیوار وغیرہ میں ہو (کذا فی رد المحتار عن البحر ص [illegible] ج ۱) لیکن یہ تفاوت کراہت صرف نماز کے متعلق ہے ان تصاویر کے گھر میں رکھنے کا گناہ سب صورتوں میں برابر ہے کما تقرر فی کتب الفقہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

دوسرے شخص کے مکان میں سے تصاویر مٹا دینا

اگر کسی شخص کے مکان میں تصاویر منقوشہ موجود ہوں تو ہر مسلمان کے لئے اجازت ہے کہ وہ ان تصاویر کو مٹا دے یا خراب کر دے بلکہ اگر قدرت ہو یعنی کسی فتنہ اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے لما فی مکروہات الصلوٰۃ من رد المحتار وقال فی الفتح الخلاصۃ لمن رای صورۃ فی بیت غیرہ ان یزیلہا وینبغی ان یجب۔ الخ (شامی ص [illegible] ج ۱) ومثلہ فی البحر ص [illegible] ج ۲۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

خاتمہ

آخر میں اس رسالہ کو حضرت سیدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے ایک ملفوظ کی تلخیص اور ایک مستقل رسالہ پر ختم کرتا ہوں ملفوظ میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ دین اسلام میں کوئی تنگی نہیں ہے چونکہ تصاویر کے عام رواج سے لوگوں کے دلوں میں یہ خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اسلام پر عمل کرنا تو زندگی کے بہت سے امور سے ہاتھ دھونے کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے یہاں اس ملفوظ کی تلخیص نقل کر دی گئی اور دوسرا مستقل رسالہ ہے جو سینما کے ناجائز ہونے کے متعلق ہے وباللہ المستعان وعلیہ التکلان

بندہ محمد شفیع خادم دارالعلوم کراچی۔
بوقت ظہر [illegible] ذی الحجہ [illegible]

خلاصۂ وعظ نفی الحرج

اس خلاصہ میں اکثر عبارت حضرت کے مطبوعہ وعظ کی ہی ہے
کہیں حذف مضمون کے بعد ربط کے الفاظ بڑھائے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلی بات تو قابل غور یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دین و مذہب کی حقیقت
اور اس کی پابندی کے بیش قیمت نتائج اور ابدی راحت میں غور کرے تو اس کو مذہب
کی کوئی بات بھی سخت معلوم نہ ہوگی اور ہر سخت سے سخت حکم اس کی نظروں میں
آسان ہو جائے گا ہر شخص اپنے روزمرہ کے کاموں میں غور کرے تو اسے معلوم
ہو جائے گا کہ ایک تھوڑی دیر کی راحت فانیہ کے لئے وہ کس قدر تکلیفیں
اٹھاتا اور محنتیں کرتا ہے ملازمت پیشہ اپنی ملازمت میں اور تجارت پیشہ تجارت
میں اور زراعت پیشہ زراعت میں جس قدر سختیاں برداشت کرتے ہیں اور گرمی
سردی جھیلتے ہیں کسی سے مخفی نہیں مگر مہینہ یا فصل کے ختم پر جو ایک نفع کی توقع
بندھی ہوئی ہے وہ ان سب تکالیف شاقہ کو آسان سمجھتا ہے ؎

رنج راحت شد چو مطلب شد بزرگ　　　گرد گلہ توتیائے چشم گرگ

ولنعم ما قیل ؎

گر بود طالب از رنج برسد شاید　　　چوں عشق حرم باشد سہل است بیابانہا

دیکھئے اگر کسی مریض کے لئے طبیب نے ایک نسخہ تجویز کیا ہو کہ اس کے مرض
کے لئے وہی مناسب ہو اور مریض یہ کہے کہ حکیم صاحب یہ تو بہت دشوار ہے اور
سخت علاج ہے کوئی آسان تدبیر بتلائیے۔ انصاف سے بتلائیے کہ حکیم صاحب

اس کو کیا جواب دیں گے۔ ظاہر ہے کہ نسخہ چاک کر پھینک دیں گے اور کہیں گے معلوم ہوتا ہے کہ تجھ کو مریض ہی رہنا پسند ہے جو تو اس دشواری سے گھبراتا ہے تمام یہ ہے کہ دین اور احکام شرعیہ کے بارے میں تنگی اور دشواری کے شبہ کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اگر فی الواقع دشوار اور تنگ بھی ہو جب بھی تو اس مطلوب ضروریہ کی تحصیل کے لئے اس کی دشواری کو برداشت کرنا چاہیئے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ دین میں دشواری ہے اس کے کیا معنی ہیں کیونکہ اس کے دو درجے ہیں ایک تو یہ کہ قانون کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور یہ دشوار ہے اور ایک یہ کہ خود قانون ہی سخت ہے تو اسلام میں کونسی دشواری ہے آیا یہ کہ قانون کی پابندی کرنی پڑتی ہے تو تسلیم ہے کیونکہ اس میں ضرور دشواری ہوتی ہے خواہ کتنا ہی سہل قانون ہو مثلاً جو لوگ کہ عدالت میں نوکر ہیں اور ان کا وقت دس بجے سے ہے تو کیا کبھی یہ پابندی دشوار نہیں ہوتی ضرور ہوتی ہے اور اس وقت کہتے ہیں کہ نوکری بڑی ذلت کی چیز ہے مگر آخر یہی بات پڑتی کہ کبھی چھوڑ دو یا تو جب تک کی پابندی ہوگی اس میں ضرور دشواری ہوگی تو اگر اسلام میں یہ دشواری ہے تو تسلیم ہے بلکہ اس کو تو خود ہی ثابت کرتے ہیں کہ [illegible] التقویٰ اور اس سے صاف وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین غرض یہ دشواری تو تسلیم ہے مگر اس میں اسلام کی کیا تخصیص ہے یہ تو سبھی کاموں میں بلکہ کھانے پینے میں بھی ہے کوئی پابندوں سے پوچھے خاص کر واجد علی شاہ کے احدیوں سے کہ کھانا کتنا مشکل کام ہے مشہور ہے کہ واجد علی شاہ کے یہاں دو احدی تھے ان میں احدی اس طرح تھی کہ ایک لیٹا ہوا آرام کرے دوسرا بیٹھا ہوا اس کی حفاظت کرے اسی طرح ایک بیٹھا ہوا تھا ایک لیٹا ہوا ایک سوار ادھر سے گذرا لیٹے ہوئے نے پکارا کہ میاں سوار ذرا یہ بیر جو میرے سینہ پر رکھا ہے میرے منہ میں ڈال دو اس کو اس آرام طلبی سے سخت حیرت ہوئی مگر اس سے زیادہ یہ حیرت ہوئی کہ اس کا رفیق جو پاس بیٹھا ہے اس سے اتنا کام نہیں ہوتا اس لئے اس بیٹھے ہوئے سے کہا کہ بھائی تم ہی اس کے منہ میں ڈال دو وہ بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ جناب میری آپ کی لڑائی

ہو جاوے گی آپ کو کیا خبر ہے میرے ساتھ کیسا بے کلی یہ بیٹھا تھا، یہ بیٹھا تھا مجھ کو جو
جمائی آئی اس سے منہ کھل گیا ایک کتا آ کر منہ میں موتنے لگا یہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہا اور ان
سے اتنا نہ ہو سکا کہ کتے کو ہٹا دے۔ میں مزید اس کے منہ میں پیر دوں گا، سوار حیرت میں
غرق ہو گیا اور لاحول پڑھتا ہوا چل دیا۔

تو حضرت اگر کوئی احدیوں سے پوچھے تو ان کو کھانا بھی مشکل ہے ہمارے ایک
عزیز کے دو بھائی ہیں ایک چھوٹے ایک بڑے بڑے صاحب ہاتھ پاؤں لپیٹ
کر بیٹھ جاتے ہیں اور چھوٹے سے کہتے ہیں کہ میرے منہ میں لقمے دے کر مجھ کو کھانا کھلا
تو ایسی نظیریں بھی موجود ہیں اور ہیں گی تو اس طرح تو کھانے میں بھی دشواری ہے اور
اس میں شرعی اور قانونی پابندیاں بھی ہیں، مثلاً یہ کہ دوسرے کی چیز نہ کھاؤ اور ڈکیتی
نہ ڈالو لیکن اس کو کسی نے نہ کہا کہ بڑا سخت قانون ہے وجہ یہ ہے کہ آپ کو ڈکیتی ڈالنا
ہی نہیں ہے اس لئے آپ کو اس کی ممانعت کا قانون سخت معلوم نہیں ہوتا اور رشوت
لینا مقصود ہے اس لئے اس کی ممانعت سخت معلوم ہوتی ہے لیکن جو ڈکیتی پیشہ ہیں ان
سے کوئی پوچھے اس ممانعت کے قانون کو کتنا سخت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ایک جماعت
یہودیوں کی ایسی بھی ہے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ کوئی سلطنت نہ ہو حالانکہ ضرورت
سلطنت کا قانون امر فطری ہے مگر یہ ان کو گراں ہے تو ایسے لوگ تو انسانیت ہی سے
خارج ہیں تو محض پابندی سے تو کوئی بھی نہیں بچ سکتا پھر اسلام ہی پر کیوں اعتراض
ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پابندی کی ضرورت تو تسلیم اور یہ تحقیق نہیں مگر خود قانون ہمارا
سخت ہے تو واقعی یہ دشواری دشواری ہے مگر دین میں ایسی دشواری ہی نہیں کہ
قانون سخت ہو۔ اب یہ شبہ ہو گا کہ یہ تو مشاہدہ کے خلاف ہے تو حقیقت میں اس میں
تلبیس ہوئی ہے قانون کی سختی تو وہ ہے کہ اگر اس کو سب بھی مان لیں تب بھی دشواری
پیش آوے۔

مثلاً یہ قانون ہو جاوے کہ اگر چھٹانک بھر سے زیادہ کوئی کھاوے تو پھانسی ہوگی

یہ ایسی سخت بات ہے کہ اگر سب عمل کرنے کا ارادہ کریں تب بھی سب کو تکلیف ہو
اور ایک دشواری اس طرح کی ہے کہ قانون تو نرم ہے اور علامت اس کی یہ ہے کہ
اگر سب اس پر عمل کرنے لگیں تو کسی کو بھی دشواری پیش نہ آوے لیکن اس میں
ایک خاص عارض سے سختی پیش آجاوے اور وہ عارض یہ ہے کہ زیادہ آدمی اس
پر عمل نہیں کرتے پس جب تھوڑے آدمی عمل کریں گے تو ان کو دوسروں کی وجہ سے
ضرور تنگی ہوگی کیونکہ تعلق معاملات کا ان ہی دوسروں سے ہے تو اس کو قانون کی سختی
نہ کہیں گے بلکہ اس سختی کا منشا ان باغیوں کی بغاوت ہے۔ مثلاً کوئی شہر ایسی جگہ
پہنچے کہ وہاں کے لوگ باغی ہوں اور یہ شخص وہاں پہنچ کر کوئی چیز خریدے اور وہ اس سے
پھر اس سے کہا جاوے کہ تو قانون سلطنت یہ ہے کہ پورے دام دے کر پوری چیز دو
مگر ہم اس قانون کو نہیں مانتے اس لئے تم کو آدھی چیز ملے گی۔

تو یہاں سے کہئے کہ یہ دشواری قانون کی ہے یا ان بدمعاشوں کی بدمعاشی کی؟
قانون کا منشا تو یہ ہے کہ سیر بھر کی سیر بھر دو مگر ان بدمعاش لوگوں نے بدمعاشی کی اور
سیر بھر کی آدھ سیر دی۔ تو اس دشواری سے اگر کوئی گورنمنٹ کو برا کہنے لگے تو وہ
احمق ہے یا نہیں؟ تو جو دشواری اس وقت پیش آرہی ہے وہ دشواری یہ ہے جس
کو اسلام پر تھوپا جاتا ہے کوئی شخص اسلام کا کوئی ایسا قانون بتلائے کہ سب مسلمانوں
کے مان لینے اور عمل کر لینے کے بعد بھی اس میں دشواری پیش آوے اگرچہ یہ قیامت
بھی آجاوے جب بھی شریعت کا کوئی ایک قانون بھی ایسا نہیں بتلا سکتے۔ صرف
موجودہ دشواری کی وجہ یہ ہے کہ نافرمانوں سے سابقہ پڑ رہا ہے اگر کوئی قرض کی ضرورت
ہوئی ایسوں کے پاس جاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ سود لاؤ تو سود کی حرمت کا الزام شریعت
پر دیا اور اپنے کئے کو اسلام پر تھوپنا چاہتے ہیں کہ ؎

قصور خود بر کسی نہ سادہ مرد ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

مثنوی میں شیر کی ایک حکایت لمبی چوڑی لکھی ہے کہ ایک شیر کو ایک خرگوش نے
دھوکا دیا اور کہا کہ میں تمہارے راتب کے لئے ایک موٹا خرگوش لا رہا تھا راستہ میں

ایک دوسرا شیر اسے مجھ سے چھین لیا۔ شیر کو غصہ آیا کہ بتلاؤ وہ کہاں ہے اس نے ایک
کنوئیں پر لے جا کر کھڑا کر دیا، دیکھا اس میں شیر کا عکس نظر آیا بس شیر اس کنوئیں میں
جا کودا۔ اندر پہنچ کر معلوم ہوا کہ میں نے اپنے ہی اوپر حملہ کیا تھا مولانا اسی کو فرماتے
ہیں ؎

حملہ بر خود می کنی اے سادہ مرد ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

اسی طرح ہم کو بھی اپنی وحشی دل کی صورت شریعت میں نظر آتی ہے مگر حقیقت
میں یہ اپنے اوپر اعتراض ہے اس پر ایک حکایت اور یاد آئی کہ ایک حبشی نے ایک
آئینہ دیکھا اس میں اپنی صورت نظر پڑی آئینہ کو بڑے زور سے پتھر پر کھینچ مارا کہ ایسا
ہی بدشکل تھا تب تو کوئی تجھ کو راستہ میں پھینک گیا۔ ایک اور احمق کی حکایت
ہے کہ اس کا بچہ روٹی کھا رہا تھا روٹی میں ایک ٹکڑا گر گیا جھانکنے سے وہی صورت
نظر آئی سمجھا کہ اس میں کوئی بچہ ہے باپ سے کہا ابا اس نے میرا ٹکڑا لے لیا تو باپ
بھی اٹھے جھانک کر دیکھا تو اپنی شکل۔ بولے کہ لعنت خدا کی بڈھا ہو کر بچہ
کا ٹکڑا چھین لیا لعنت ہے تیری اوقات پر، سو وہ کسی کو لعنت نہ کر رہے تھے اپنے کو۔
اسی طرح ہم لوگوں نے آئینہ شریعت میں اپنی شکل کو دیکھا اور وہ تنگی اپنی صفت
تھی اس کو شریعت کی تنگی سمجھا۔ حضرت یہ ہے حقیقت تنگی کی۔ اور میں ایک مثال
دیا کرتا ہوں کہ ایک طبیب علاج کر رہا ہے اور بہت شفیق بھی ہے مگر تو ایسا نہ
کرنا کہ پھر سب کی اجازت دے دے۔ ظاہر ہے کہ جب غذائیں کھائی
جاویں گی تو کسی چیز کی تو ضرور ہی ممانعت ہوگی۔ اتفاق سے ایک دیہاتی پہنچا کہ
صاحب کھاؤں کیا، جواب دیا بکری کا گوشت پھلکا۔ وہ بولا یہ تو ملتا نہیں۔ کہا
مونگ کی دال، کہا یہ بھی نہیں ملتی، کہا قیمہ، کہنے لگا یہ بھی نہیں ہے، پھر خود پوچھا
بینگن کھاؤں، کہا ہرگز نہ کھانا، کریلا کو پوچھا، اس کو بھی منع کیا، آلو سے بھی منع کر دیا
تو دیہاتی نے کہا کہ صاحب ہمارے یہاں تو یہی چیزیں ملتی ہیں طبیب نے کہا کہ تری
طب کا تو یہی ہے دیہاتی نے باہر آ کر کہا کہ صاحب یہ تو بڑے سخت ہیں کہ یہی چیز کھاؤ

درست ہو جائیں گے کیونکہ پچاس عمل میں چالیس ایسے نکلیں گے کہ محض گناہ بے لذت
ہیں کہ خواہ مخواہ آپ نے ان کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہے آگے دس ہی رہ جائیں گے اس
میں اگر آپ کی اصلاح نہ بھی ہوئی تو چونکہ غالب درجہ اعمال صالحہ کا موجود ہو چکا ہے
اس لئے حق تعالیٰ سے امید ہے کہ بقیہ اعمال کو جو کہ مغلوب و قلیل ہیں درست فرما دیں
گے جیسے ایک شعلہ جوالہ کو دیکھتے ہیں پورا دائرہ شعلہ نظر آتا ہے حالانکہ اس میں
بہت چھوٹی قوس نورانی ہے اور بڑی قوس ظلمانی، مگر جب نور و ظلمت جمع ہوتے
ہیں تو نور ہی غالب آتا ہے اور اس درستی میں گویا کہا جا سکتا ہے کہ اس کی خاصیت
ہی یہی ہے جیسے مقناطیس کہ اس کا خاصہ جاذب حدید ہے پس اگر ہم یہ کہیں کہ اعمال
صالحہ میں بھی خاصیت یہی ہے کہ بقیہ اعمال کو درست کر دیتے ہیں تو اس کا دعویٰ
ہو سکتا ہے مگر میں اس کا راز بھی بتلاتا ہوں کہ اعمال صالحہ میں ایک اثر ہے کہ اس
سے قلب میں قوت ہوتی ہے اور صحابہ کی ترقی کا راز یہی ہے ہم نے بزرگوں کو دیکھا
ہے کہ بیماری میں اٹھا نہیں جاتا مگر نماز کے وقت بلا تکلف کھڑے ہو کر نماز ادا
کر لیتے ہیں خوب کہا ہے ؎

ہر چند پیر خستہ و بس ناتواں شدم
ہر گہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

ان کی خدمت میں جب جی چاہے جا کر دیکھ لیجئے، الغرض طاعت سے قوت ہوتی ہے
اور اصلاح نہ کر لے کا صرف یہی سبب تھا کہ ہمت نہیں ہوتی تھی مگر جب قوت ہو گی
تو تمام موانع مضمحل ہو جائیں گے اور اگر کوئی اس ذریعہ سے کہ کبھی اصلاح ہو جائے یہ تدبیر
بھی نہ کرے تو دوسری بات ہے جیسے کسی نے یہ سن کر کہ چاند دیکھنے سے روزہ فرض
ہو جاتا ہے کہا تھا کہ ہم چاند ہی نہ دیکھیں گے۔

غرض اس طرح قوت پیدا ہو جاتی ہے اور ضعف جاتا رہتا ہے یہ ہے وہ راز
اور اگر بالفرض اصلاح بھی نہ ہوئی تو ایک بات تو ضرور پیدا ہو جائے گی کہ اس معصیت
کی مذمت آپ کے قلب میں جگہ پا جائے گی اور اس سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور

یہ مذمت و نفرت آپ کی اصلاح کر دے گی اور آخری بات یہ ہے کہ اگر اس طرح بھی اصلاح نہ ہوئی تو جرائم تو گھٹ گئے اگر ایک شخص پر چار جرم قائم ہوئے اور دلیل لے کہا کہ تین تو ٹل سکتے ہیں مگر ایک نہیں ٹل سکتا تو کیا کوئی یہ کہے گا کہ چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یکصد نیزہ ہرگز نہیں بلکہ تخفیف ہی کو غنیمت سمجھیں گے، تو اسی طرح آپ بھی بجائے بیس جرائم میں سے دس ہی کے مجرم رہ گئے۔

اب وہ حصہ رہ گیا جس میں تغیر کرنے سے معاش کا حرج ہے تو اول تو چونکہ آپ کو شریعت کے احکام نہیں معلوم ہیں اس وجہ سے بہت اقوال ناجائز صادر ہو جاتے ہیں اگر آپ احکام کی تحقیق کیجئے گا تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی جائز ہو جائے گا مثلاً اگر آپ نے چاندی خریدی تو اس میں مسئلہ یہ ہے کہ چاندی کا مقابلہ اگر چاندی سے ہو تو زیادتی کمی حرام ہے اب اگر کہئے کہ صاحب اچھا مسئلہ سُنا کہ نرخ کے حساب سے تو سو روپیہ کی چاندی ایک سو بیس بھر آتی مگر اب سو روپیہ کی سو ہی روپیہ بھر لی اچھا عمل کیا کہ بیس روپیہ کا خسارہ ہوا اب ساری عمر کے لئے مولویوں کو خیر باد کہہ دیں گے، تو سنئے بات یہ ہے کہ اگر مولوی صاحب سے یوں پوچھتے کہ مولوی صاحب چاندی میں زیادتی حرام ہے تو اب اگر اس پر اس خاص صورت میں عمل کریں تو بڑا نقصان ہوگا کیا کوئی جائز شکل بھی معاملہ کی ہے تو مولوی صاحب یوں کہتے کہ ان روپیوں میں ایک گنی بھی ملا لو تو ایک سو بیس بھر چاندی آئے گی تو بیس روپیہ بھر تو بیس روپے کی آئے گی اور باقی کو اس گنی میں شریعت محسوب کر دے گی، تم کو نیت کرنے کی بھی ضرورت نہیں، شریعت خود فیصلہ کر چکی ہے تو اب بتلائیے کہ کیا نقصان ہوا۔ اب مشکل تو یہ ہے کہ علماء سے پوچھتے بھی نہیں، صاحبو! پوچھتے تو رہو مولویوں میں یہ تو نہیں کہتا کہ سب کو مولوی صاحب جائز ہی کہہ دیں گے کیونکہ شریعت ان کے گھر کی تو ہے نہیں کہ وہ اپنے اختیار سے جسے چاہے جائز کر دیں جیسا کہ ایک مطوف سے ایک بڑھیا نے صفا مروہ کی سعی میں کہا تھا کہ مولوی صاحب اب تو معاف کر دو اسی طرح بعض لوگ یوں چاہتے ہیں کہ علمائے ہند مثل بعض علمائے مصر کے کرنے لگیں

ان بعض علماء نے ایسا کر رکھا ہے کہ جو دنیا میں ہو رہا ہے سب جائز۔ تو یہاں کے لوگ بھی
یہی کرانا چاہتے ہیں علماء سے، جیسے ایک رئیس نے ایک نوکر سے یہ کام لیا تھا کہ
جو ہماری زبان سے نکلے تم اس کی تصدیق کر کے توجیہ کر دیا کرو چنانچہ ایک بار اس
رئیس کے منہ سے نکلا کہ ہم شکار کو گئے ایک ہرن پر گولی چلائی وہ اس کے سم کو توڑ
کر ماتھے کو پھوڑ کر نکل گئی سب اہل مجلس ہنسنے لگے کہ سم اور ماتھے کا کیا جوڑ، نوکر بولا
پیچ سے ہے حضور وہ اس وقت سم سے پیشانی کھجلا رہا تھا، تو حضور علماء سے تو ایسی نوکری
ہو نہیں سکتی نہ ہم اتنے ذہین ہیں اور نہ خدا کرے کہ ہوں۔

تو حاصل یہ کہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کو جائز کر دیں مگر پوچھ کر دیکھو تو بہت سے
اشکالات کا جواب مل جائے گا، تو بہت بڑا حصہ اس عارضی دشواری کا اس طرح
ختم ہو جائے گا ہاں بعض امور پھر بھی ایسے رہ جائیں گے کہ وہ بالکل ناجائز ہوں
گے مگر اس میں بھی دو درجے ہیں ایک تو وہ کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے کام میں لگ سکتے
ہیں پس اس کو تو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ اس کا چھوڑنا مضر حوائج ضروریہ نہیں، اور ایک
درجہ وہ ہے کہ اس کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ دوسرے کام اس کے حوائج ضروریہ کو کافی
نہیں تو باطل کا رہ اس کو کرتے رہو اور گو یہ جائز تو نہ ہوں گے مگر اس کے متعلق ایک
دستور العمل ایسا بتلاتا ہوں کہ اس سے ایسے جرائم خفیف ہو جائیں گے وہ یہ کہ اس کا
دو یہ تدارک کرنا چاہئے ایک تو یہ کہ ہر روز توبہ کیا کرے، اب تو یہ غضب ہے کہ لوگ توبہ
کی حقیقت نہیں سمجھتے، توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ کیا اس پر پچھتائے اور دعا کیجئے کہ
اے اللہ مجھے معاف کیجئے مواخذہ نہ فرمائیے تو یہ کیوں نہیں کر سکتے کیا ایسا کرنے سے
نوکری سے موقوف ہو جاؤ گے ہرگز نہیں بلکہ تم نوکر ہی رہو گے۔

دوسرے یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ کوئی دوسری سبیل میرے لئے نکال دیجئے تو اس
میں یا تو کوئی سبیل نکلے گی اور جو کوئی دوسری سبیل نہ نکلی تو یہ شخص شرمندہ گنہگاروں کی فہرست
میں تو لکھا جائے گا جری گنہگاروں کی فہرست میں نہیں لکھا جائے گا اور یہ توسیع آپ
میری ہی زبان سے سنیں گے اور اس توسیع میں راز شرعی یہ ہے کہ اگر تم کو ٹالنے پر مجبور کیا

جائے تو شاید اس کو چھوڑ کر اس سے بھی زیادہ کسی گناہ شدید میں مبتلا ہو جائے مثلاً بھیک
چلو اگر یہ نہیں تو یہ توسع ایسی بنا وضع بلا ماخذ بزرگ کا مصداق ہے اور میں کفر سے بچا
رہا ہوں کیونکہ جب آدمی نادار ہوتا ہے تو خدا جانے کیا کیا اس کو سوجھتا ہے۔

ہمارے حضرت حاجی صاحب جب تھانہ بھون میں رہتے تھے ایک پٹھان حضرت
کی خدمت میں دعا کرانے آیا کرتے تھے کہ مجھ پر ایک شخص نے جائداد کے معاملہ میں بڑا
ظلم کر رکھا ہے حضرت دعا فرما دیجئے ایک بار آ کر کہنے لگا کہ اب تو اس نے حد ہی کر دی
اور جائداد غصب کرنے کو ہے حضرت نے فرمایا بھائی صبر کرو اس نے کہا بہت اچھا
دفعۃً حافظ محمد ضامن صاحب حجرہ میں سے نکل آئے اور اس پٹھان سے فرمایا ہرگز صبر
مت کرنا جا کر نالش کرو اور ہم دعا کریں گے اور حضرت سے فرمایا کہ آپ تو صابر شاکر
تھے سب چھوڑ کر بیٹھ رہے ان میں تو اتنی قوت نہیں یہ اگر اسباب معاش کو چھوڑ
دے گا تو جب حاجت ستاوے گی یہ جھوٹی گواہی دے گا چوری کرے گا تو ایسوں
کو صبر نہیں کرایا کرتے۔ تو یہ اصل راز ہے اس توسع کا آپ کسی سے اتنی گنجائش نہ
سنیں گے مگر یہ اس لئے ظاہر کر دیا گیا کہ یہ کفر سے بچاتا ہے لیکن خدا کے لئے اس کو
آپ تمام معاصی میں آڑ نہ بنا لیں کہ یہ مجوز تو ہیں۔ چہارم تقوٰی یہ بات یہ ہے کہ اول تو
یہ بہت تھوڑا حصہ ہے سب معاصی میں اس کا تو ذکر ہی نہیں ہو سکتا دوسرے اس میں یہ
تنگی تو لگی ہوئی ہے کہ اس سے نکلنے کی ہر وقت فکر کرتے رہو جیسے کوئی پاخانہ میں
بیٹھا ہو اور تقاضا نکلنے کا رہتا ہے۔ اس پر مجھے ایک حکایت یاد آئی ایک شخص
صاحب ریل میں بیٹھے ہوئے تھے وہ کہیں جگہ نہ تھی مگر انھوں نے کئی آدمیوں کی
جگہ گھیر رکھی تھی اور کوئی کچھ کہتا تو دھمکاتے تھے آخر ضرورت سے پاخانہ میں گئے تو چٹخنی
تنگ تھی اور ان کے کھولنے سے نہ کھلی بڑے پریشان ہوئے لوگوں سے التجا کی سب نے
انکار کر دیا آخر بڑی منت سماجت کے بعد لوگوں نے دوسروں کو تنگ نہ کرنے کی قسم کھائی
یہ بھی خود دیکھا کہ پاخانہ ہے اس میں قسم کھانا جائز نہیں تو جس طرح وہ پاخانہ سے نکلنے
کی کوشش کر رہا تھا اسی طرح حرام نوکری میں ایسے ہی رہو کیا کوئی پاخانہ میں جا کر فخر

تمت خلاصہ نفی الحرج

مسئلہ زیر بحث یعنی مسئلہ تصویر بھی اس عام ضابطہ سے خارج نہیں ہو سکتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے آخری باب میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ باوجود اس عالمگیر وبا کے جو تصاویر کی صورت میں پھیلی ہوئی ہے اور بظاہر دنیا کا کوئی کام اس سے بچا ہوا نہیں، لیکن اس وقت بھی اگر کوئی شخص شرعی فتویٰ کی پابندی کرنا چاہے تو اس کا کوئی ضروری مقصد فوت نہیں ہوتا۔ واللہ ولی التوفیق وعلیہ التکلان۔

ضمیمہ

تصحیح العلم فی تقبیح القلم

از افادات حضرت مجدد الملت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر بائسکوپ کے پردہ پر
خلفائے اسلام رضا کاران اسلام اور نمایان اسلام کی تصویریں متحرک دکھائی گئی اور جیتی دکھائی
جائیں اور خواتین اسلام کو بائسکوپ کے ذریعہ سے پبلک میں پیش کیا جائے تو کیا شریعت
اسلامیہ اس فعل کو جائز قرار دیتی ہے یا شریعت اسلامیہ کے نزدیک یہ فعل ناجائز ہے اور کیا حکم دیتی
ہے شریعت اسلامیہ ان حضرات کے بارے میں جو اس فعل کے جواز کی حمایت میں پروپیگنڈا کرتے ہیں اور
مسلمانوں کو متحرک تصاویر اور چلتی تصاویر کی طرف رغبت دلاتے ہیں بینوا توجروا۔

الجواب: شریعت اسلامیہ میں جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً معصیت ہے خواہ کسی کی تصویر ہو اور
خواہ مجسم ہو یا غیر مجسم۔ فی جمع الفوائد مسلم عن عائشۃ قدم صلی اللہ علیہ وسلم من
سفر وقد سترت بقرام لی سہوۃ فیہ تماثیل فنزعہ وقال اشد الناس عذابا یوم القیٰمۃ
الذین یضاھون بخلق اللہ۔ اور کسی مسلمان کی تصویر بنانا اور بھی زیادہ معصیت ہے کہ اس میں
ایسے شخص کو آلہ معصیت بنانا ہے جو اس کو اعتقاداً قبیح جانتا ہے اور اسی اصول پر حق تعالیٰ
کی قسم معصیت پر کھانے پر جاعلین کی تشنیع فرمائی گئی ہے فی تفسیر الجلالین ولا تجعلوا اللہ عرضۃ
لایمانکم ای نصبا لہا بان تکثروا الحلف بہ ان لا تبروا و تتقوا و تصلحوا بین الناس
فی المدارک ای نصبا ای علما فی القاموس النصب بالضمتین کل ما جعل علما اہ

تجعلوا لله صورۃ لا یمانعکم۔ اگرچہ اُس تصویر کی طرف کوئی امر معیوب بھی منسوب نہ کیا
گیا ہو محض تحقیر و تمسخر ہی کے لئے ہو کیونکہ حرمت شرعیہ سے تلذذ بالنظر بھی حرام ہے فی الدر المختار
کتاب الاشربۃ و حرم الانتفاع بہا ولو لسقی دواب او لطین او نظر للتلہی اور
اگر اس کی طرف کسی نقص یا عیب کو بھی منسوب کیا جائے تو اُس میں ایک دوسری معصیت یعنی غیبت
بھی منضم ہو گئی کیونکہ غیبت صرف کلام ہی میں منحصر نہیں بلکہ جیسے کتابت سے بھی ہوتی ہے
اسی طرح اُس عیب کی صورت بنانے سے بھی ہوتی ہے بلکہ سب سے اشد ہے فی احیاء العلوم
بیان ان الغیبۃ لا تقتصر علی اللسان اعلم ان الذکر باللسان انما حرم لان فیہ تفہیم الغیر نقصان اخیک وتعریفہ
بما یکرھہ فالتعریض بہ کالتصریح والفعل فیہ کالقول والاشارۃ والایماء والغمز والہمز والکتابۃ والحرکۃ
وکل ما یفہم المقصود فہو داخل فی الغیبۃ وھو حرام فمن ذلک قول عائشۃ دخلت علینا امرأۃ فلما ولت اومأت بیدی انہا قصیرۃ
فقال علیہ السلام اغتبتیہا رواہ ابن ابی الدنیا وابن مردویہ من روایۃ حسان بن مخارق وحسان و
ثقہ ابن حبان وباقیہم ثقات کذا فی تخریج العراقی [illegible] ومن
ذلک المحاکاۃ کأن یمشی متعارجا او کما یمشی فہو غیبۃ بل ھو اشد من الغیبۃ لانہ
اعظم فی التصویر والتفہیم ولما رأی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ حاکت امرأۃ قال ما یسرنی
انی حاکیت انسانا ولی کذا وکذا [illegible]
کذا فی تخریج العراقی وکذلک الغیبۃ بالکتابۃ فان القلم احد اللسانین وذکر المصنف
شخصا معینا وتہجین کلامہ فی الکتاب غیبۃ الخ۔ اسی طرح اُس منسوب الیہ کی تصویر کوئی نامناسب
ہیئت بنانا بھی ایسا ہی ہے جیسے خود اُس شخص کی طرف اُس وصف کو منسوب کرنا مثلاً حضرات انبیاء
کی تصاویر کو بے پردہ ظاہر کرنا فی صحیح البخاری عن ابن عباس ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم ابی ان یدخل البیت وفیہ الآلہۃ فامر بہا فاخرجت فاخرجوا
صورۃ ابراہیم واسمٰعیل فی ایدیہما من الازلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتلہم
اللہ لقد علموا ما استقسما بہا قط ثم دخل البیت الحدیث اگرچہ وہ نقص یا عیب واقع
میں بھی اُن میں ہو تب بھی اُس کی غیبت باقسامہا حرام ہے اور اگر واقع کے خلاف ہو تو
غیبت سے بڑھ کر وہ بہتان ہے عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ فقیل
افرایت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ
ما تقول فقد بہتہ۔ رجمع الفوائد عن ابی داؤد والترمذی) اور جس کی طرف کوئی نقص یا
عیب منسوب کیا گیا ہے اگر علاوہ مسلمان ہونے کے دین میں اور کوئی وجہ بھی احترام کی
ہو جیسے سلاطین اسلام میں ان کی اہانت اور زیادہ موجب انتقام خداوندی ہے لحدیث من
اهان سلطان اللہ فی الارض اهانہ اللہ (ترمذی) اور جس کی تنقیص یا اہانت حرام
ہے اس کی طرف جو چیزیں خصوصیت کے ساتھ منسوب ہیں اُن کی اہانت کا بھی یہی
حکم ہے جیسے اُن کی بیبیاں وغیرہ چنانچہ کفار عرب حضرات صحابہؓ کی بیبیوں کے نام اپنے
اشعار میں عشق بازی کے عنوان سے ذکر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایذا قبیح میں
شمار فرمایا فی الجلالین ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم الیہود
والنصاریٰ ومن الذین اشرکوا من العرب اذی کثیرا من السب والتشبیب
بنسائکم اور زوجیت یا قرابت کی نسبت تو بڑی چیز ہے استعمال کی نسبت بھی
حرمت تنقیص کے لئے کافی ہے جیسے کسی کے استعمالی کپڑے میں عیب نکالنا فی احیاء
العلوم بیان معنی الغیبۃ واما فی ثوبہ فکقولک انہ واسع الکم طویل الذیل وسخ
الثیاب اور اگر وہ تصویریں مشتہاۃ کی ہوں تو نظر بد کی معصیت کا اس میں اور اضافہ ہو
جاتا ہے اور تصویر کو صاحب تصویر کی پوری حکایت ہے اجنبیہ کے تو کپڑے کو
بھی بدنفسی سے دیکھنا حرام ہے فی رد المحتار باب الحظر والاباحۃ مفادہ ان رؤیۃ الثوب
بحیث یصف حجم العضو ممنوعۃ ولو کثیفا لاتری البشرۃ منہ وفیہ فی بحث النظر
الی الاجنبیۃ من المراۃ ان لم یکن بخلاف النظر لانہ انما منع منہ خشیۃ الفتنۃ
والشہوۃ وذلک موجود ههنا وفیہ فی احکام مسئلۃ لم یذکر النظر الی ملاءۃ
الاجنبیۃ بشہوۃ حرام بالخصوص اگر غیر مسلموں کو تو آج مسلمات کی تصاویر کی طرف بدنفسی کے
ساتھ نظر کرنے کا موقع دیا جائے کیونکہ بدنفسی سے نظر کرنا شریعت میں ایک گونہ بدکاری ہے بحدیث
بنص الحدیث اور ایسی بدکاری کا مرد غیر مسلم ہو اور عورت مسلم بلکہ ایسے مرد پر نکاح بھی کی درجہ

امر شدید ہے کہ اس کے احکام علماء مجتہدین کے لئے کل بحث ہو گئے ہیں اور جس کو مسلمان کے مرتد
بنانے کی اور اسلام اور قرآن پر طعن کرنے کی اور مومنین سے مقاتلہ کرنے کی بربر قرار دیا
گیا ہے نمونہ کے طور پر اس کے متعلق ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔ فی الدر المختار فصل
الجزية قلت ومذهب الشافعية ما في المنهاج وشرحه لابن حجر ونوزي بسببه اذا
اعلنها بشكام ودونن على التعريض بالزوجة لسبيل المؤمنين او فتن مسلما عن دينه او طعن في
الاسلام او القرآن العزيز ان سب سے بڑھ کر شناعت ہیں وہ صورتیں ہے جن میں تحقیر
دین کی اہانت ہو کہ درحقیقت وہ اہانت اسلام کی ہے جس کا تحمل کسی طرح طبعا وعقلا
شرعا ممکن نہیں۔ فی جمع الفوائد عن الكبير عن ابي امامة رفعه ثلثة لا يستخف بهم
الا منافق ذو الشيبة في الاسلام وذو العلم وامام مقسط وفيه عن الترمذي عن جابر
بن سمرة رفعه الله الله في اصحابي من اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله
ومن اذى الله فيوشك ان ياخذه۔ اور جب ایسی نظموں کے قبائح معلوم ہو گئے تو
مسلمانوں پر واجب ہے کہ بقدر اپنی قدرت کے گو وہ قدرت حکومت سے
متعلق نہ ہی کے طور پر ہو ان کے انسداد میں کوشش کریں اور تماشا دیکھنے والوں
کو ان قبائح پر مطلع کر کے شرکت سے روکیں ورنہ اندیشہ ہے کہ سب عقاب خداوندی
میں گرفتار ہو جاویں ابو داؤد مرفوعا ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي ثم يقدرون
على ان يغيروا ثم لا يغيرون الا يوشك ان يعمهم الله بعقاب رواه مشكوة۔ اور
جب ساکتین کے لئے یہ وعید ہے تو ترغیب دینے والے کس درجہ کی وعید کے مستحق
ہوں گے رواه ابو داؤد وعن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا عملت
الخطيئة في الارض من شهدها فكرهها كان كمن غاب عنها ومن غاب عنها فرضيها
كان كمن شهدها رواه ابو داؤد۔ هذا

اشرف علی

۱۰ ر شعبان ۱۳۵۰ ہجری نبوی